

میرے لہو کے راز

وصی شاہ

تم میرے درد بھی، غم بھی، میرے آلام بھی تم
تم میرا چین ہو جاناں، میرا آرام بھی تم
کامیابی کو نہیں ہم نے تمہیں چاہا ہے
ہم تمہارے ہیں بھلے ہو گئے ناکام بھی تم
میں مسیحا ہوں اگر، میرا وظیفہ تم ہو
میں ہوں مجرم تو مری جاں میرا الزام بھی تم
مختلف حیلوں بہانوں سے مجھے سوچتے ہو
ایک دن کھل کے پکارو گے مرا نام بھی تم
رات دن تم کو فقط تم کو مجھے سوچنا ہے
میری فرصت بھی تمہی اور میرا کام بھی تم
جس سے روشن مرا آنگن ہے تمہی ہو وہ چراغ
سچ تو یہ ہے کہ تمہی گھر ہو در و بام بھی تم
یہ سیاست بھی عجب کھیل ہے بھولے پنچھی
یہاں صیاد بھی تم ہو، تو تیرا دام بھی تم



میرے ہلو کے راز

وصی شاہ

Email: poetwasishah@gmail.com

Email: wasishahpoet@gmail.com



DUA PUBLICATIONS

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

میرے اللہ تیرا شکر ہے۔
(وصی)

تم بہت سال رہ لیے اپنے
اب مرے، صرف میرے ہو کے رہو



پیارے ابو جان
سید فصیح احمد (مرحوم)

کے نام

جو مجھ سے جد اہو کر بھی جد نہیں اور میں ہر لمحہ اُن کے روحانی حصار میں رہتا ہوں۔

(اور

پیارے چچا جان
سید وصال احمد (مرحوم)

کے نام

کہ والد صاحب کی وفات کے بعد وہ نہ ہوتے تو بکھر گیا ہوتا۔ اللہ تعالیٰ دونوں
کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین!

انتباہ

تمام پبلشرز/دکاندار حضرات کو مطلع کیا جاتا ہے کہ کتاب ہذا کی جعلی کاپی فروخت کرنے
والے کے خلاف سخت سے سخت قانونی کارروائی کی جائے گی۔

قانونی مشیران: نوید شاہین ایڈووکیٹ، سعید اختر ایڈووکیٹ
رمدے لاء ایسوسی ایٹس، لاہور۔

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	میرے ہو کے رہو
شاعر	وصی شاہ
ناشر	گل فراز احمد
مطبع	زاہدہ نوید پرنٹرز، لاہور
کمپوزنگ	رفاقت علی
سن اشاعت	نومبر 2008ء
سرورق	عاطف اقبال
تصویر	شاہد افضال بٹ
قیمت	250/- روپے

☆.....منے کے پتے.....☆

علم و فن پبلشرز

الحمد مارکیٹ، 40- اردو بازار، لاہور۔

فون: 7223584، 7232336 فکس: 7352332
www.ilmwanpublishers.com Email: ilmwanpublishers@hotmail.com

خرینہ علم و ادب

الکرنیم مارکیٹ اردو بازار لاہور
فون: 7211468-7314169

دعا پبلی کیشنز

ہیڈ آفس: 25 سی اور مال، لاہور۔ فون: 042-3254118
شوروم: الحمد مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ فون: 042-7233585

فہرست

13	نئی مملکت کا سفر.....!	احمد عقیل روبی
19	ایک نئے مدار کی جانب	اوریا مقبول جان
22	رس گھولتا ہوا شاعر.....	وصی شاہ پیرزادہ قاسم
27	اردو شاعری کا فخر	طارق کلیم
31	تم ہرے درو بھی، غم بھی، ہرے آلام بھی تم	
33	محبت آ خرش ہے کیا.....؟	(نظم)
37	جس سے بندھے تھے دونوں، وہ غم نہیں رہے ہیں	
40	جب کوئی نیک کام کرتے ہیں	
42	Nostalgia.....	(نظم)
45	چاہے تو کام میں لا، چاہے ٹکڑا کر دے	
47	عشق.....	(نظم)
50	تین شعر	
51	کاش.....	(نظم)
53	اے عشقا.....!	(نظم)
55	جب بھی وہ شخص وصی مجھ سے خفا ہو جائے	
57	Scent.....	(نظم)
58	ایک شعر	
59	عشق کے باب میں کچھ یوں ہے تمہارا، میرا	
61	جوانی عمر سے آگے نکل رہی ہو تم	
63	"کچھ نہ سمجھے خدا کرے....."	(نظم)
66	Design Defect	(نظم)



113	(نظم)	8 اکتوبر 2005
116		دو شعر
117		چڑھا ہوا تھا جو دریا اتر گیا کب کا
119		میرے نصیب میں پھر یہ بہار ہو کہ نہ ہو
121		تین شعر
122	(نظم)	ڈر.....
125	(نظم)	Passionate Belief
127	(نظم)	حفظ ما تقدم
128		دو شعر
129		زر کی ناموس کی رسموں سے بغاوت کر کے
131		میرے لہجے میں جو آنسو سے اتر آئے ہیں
132	(نظم)	ایمان.....
134		ظن کرتے ہیں جو لوگ اُن کو دکھانے کے لیے
136	(نظم)	Strange....!
137		دو شعر
138		سانپ ہی سانپ نظر آتے ہیں خوابوں میں مجھے
140	(نظم)	De Beers
142		تیری آنکھوں کے حسیں جال میں آ جاؤں گا میں
144		دیا دیے سے جلالوں تو چین آئے مجھے
145	(نظم)	منہی سی فرمائش
146		جو گر رہا ہے زمانہ مری سرشت نہیں
150	(نظم)	چلو.....
153		ایک شعر
154		روشنی اور بہاریں ٹمکی رکھ لو جاناں
156		تم وہاں ہو یہاں نہیں ہوتی
158	(نظم)	Is it me.....!
160	(نظم)	مد و جزر

67		اب کوئی یار ہے نہ نیکی ہے
69	(نظم)	Enough....!
70		ایک شعر
71		ہم ترے ہجر میں اندر سے نکھر جاتے ہیں
72		کون کہتا ہے، شرارت سے تمہیں دیکھتے ہیں
74		کیا ہے تنہائیوں نے بے چین مجھ کو در بے قرار تو بھی
76	(نظم)	Sun Set Point
79		ایک شعر
80	(نظم)	12 مئی 2007ء
82	(نظم)	اولاد
84		جہاں بھر میں کسی کو میرا خیال نہیں
88		نہیں لگے گی ارماتوں کو، دھیرے سے
90	(نظم)	دل.....
91		ایک شعر
92	(نظم)	Monologue.....!
95		تین شعر
96	(نظم)	LAST E-MAIL.
97	(نظم)	ازل سے.....!
98		تری جہیں پہ لکھا تھا کہ تو بھلا دے گا
100		مت کہو کہ یہ قافلہ فوجہ گراں ہے
101	(نظم)	شرارت.....!
102		ہجر کا ناگ تو پھر گھائل کر دیتا ہے
105		دو شعر
106	(نظم)	شک
108		ایک معصوم تقدس میں بھگوانو المس
110		میں ترے لب پہ ہوں دیرینہ شکایت کی طرح
112	(نظم)	Impossible....!

نئی مملکت کا سفر.....!

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آدمی بچپن، لڑکپن اور جوانی کے شاداب، شوخ اور جذباتی راستوں سے گزرے اور اُس کے ذہن کی موی جھنکی پر ان سرسبز راستوں کی خوشبو اور جذباتی مہک کے اثرات مرتب نہ ہوں۔ یہ شوخ اور چنچل لہجے صرف اُن لوگوں کی شخصیت پر کوئی اثر نہیں چھوڑتے جنہوں نے دل کی آنکھوں پر سیاہ پٹی باندھ دی ہو۔ جذبات کے پیروں میں سنجیدگی کی بیڑیاں ڈال دی ہوں اور ہر پل کانوں میں یہ سرگوشی رنگیتی رہتی ہو کہ خبردار دیکھنا، سُنا اور بولنا منع ہے۔ ورنہ پتھر کے ہو جاؤ گے..... وحشی شاہ نے ان تینوں احکامات کی خلاف ورزی کی ہے۔ اُس نے دل کی آنکھوں سے یہ سیاہ پٹی اتار کر ان شوخ اور شاداب راستوں پر سفر کیا ہے۔ اور سنجیدگی کے (Mile-Stone) پر آتے آتے لڑکپن اور جوانی کی نوٹنکی کا ایک ایک منظر آنکھ کھول کر دیکھا ہے، بلکہ اس کھیل میں بھرپور حصہ لیا ہے اور نوٹنکی کی ساری روداد شاعری کے پتوں پر لکھ دی ہے اور نوٹنکی دیکھنے والوں کا مقبول شاعر بن گیا ہے۔ نوٹنکی کے ان تماشائیوں کو لوگ (Teen-Agers) کا نام دیتے ہیں۔ اس بات کو تسلیم کرنے میں کوئی حرج نہیں کہ وحشی شاہ دیکھتے دیکھتے شاعری کے میدان میں اُتر اور اپنے لب و لہجہ کی تلوار یوں چلائی کہ دیکھنے والے واہ واہ کر اُٹھے۔ کالج میں ایم۔ اے اُردو کا انٹرویو لیتے وقت جب بھی لڑکے لڑکیوں سے اُن کے پسندیدہ شعر کے بارے میں پوچھا بیشتر لڑکے لڑکیوں نے وحشی شاہ کے شعر سنائے۔ پسندیدگی کی وجہ پوچھی تو جواب ملا کہ ”وہ ہماری باتیں کرتا ہے۔ ہم جو سوچتے ہیں وہ لکھتا ہے۔ ہم اپنے دل کی بات اُس کے شعروں میں ڈھونڈ لیتے ہیں۔“ یہ بات سُن کر، وحشی کے شعر پڑھ کر بہت سے شاعروں کے ماتھے پر پل آئیں گے۔ مگر یہ بات طے ہے کہ وحشی شاہ نو جوان نسل کا مقبول شاعر ہے۔ اور اس وکٹری سٹینڈ (Victory-Stand) پر وہ ایک جست میں پہنچا ہے۔ اور اُس کے ہاتھ میں پکڑی مٹھل جھڑیوں نے سارے ماحول کو گنار بنا دیا ہے۔

اک بھی آس ہی کافی ہے مرے جینے میں
دل نہیں آپ دھڑکتے ہیں مرے سینے میں

نہ تمہیں ہوش رہے اور نہ مجھے ہوش رہے
اس قدر ٹوٹ کے چاہو مجھے پاگل کر دو
اپنے غم سے کہو ہر وقت مرے ساتھ رہے
ایک احسان کرو اس کو مسلسل کر دو

میں مسکراتا ہوا آئینے میں ابھروں گا
وہ رو پڑے گی اچانک ستھار کرتے ہوئے
اب جو لوٹے ہو اتنے سالوں میں
دھوپ اُتری ہوئی ہے بالوں میں

161	(نظم)	Passionate.....
162		کب نہیں ناز اُٹھائے ہیں تمہارے میں نے
164	(نظم)	جاناں.....!
165		دو شعر
166	(نظم)	منظر
168		تیری ہر بات سے انجان بھی ہو سکتا ہے
171		ایک شعر
172		کہیں جائے اُسے میری دعائیں یاد کرتی ہیں
174	(نظم)	Compatibility
176	(نظم)	جیون کھا ڈی
178		میں کہیں بھی کسی نگر میں رہا
180	(نظم)	سنو.....!
181		دو شعر
182		جو روح میں گروے تھے وہ بھالے نہیں گئے
184	(نظم)	مکمل
186		ہائے وہ لمحہ کہ جب تجھ سے شناسائی ہوئی
188	(نظم)	میرے ہو کے رہو.....!
191		ایک شعر
192		اپنے لہو سے تیرا مقدر سنوار کے
194		میں خوش نصیبی ہوں تیری مجھے بھی راس ہے تو
196	(نظم)	انتہا.....
197	(نظم)	Third World
202	(نظم)	Reminder
204		دو شعر

ساری رات کی جاگیں آنکھیں
 کانچ میں کیا پڑھتی ہوں گی
 شبنمی ستاروں میں پھول کھلنے لگتے ہیں
 چاند مسکراتے ہیں اب بھی تیری آہٹ میں
 جان سے مار دے مجھے لیکن
 چھوڑ جانے کا مجھ پر ظلم نہ کر

وہی شاہ کے بے شمار اشعار میں سے لیے گئے ان چند اشعار کو افلاطون کی (Republic) اور تھامس مور کی (Utopia) کو ذہن میں رکھ کر مت پڑھیے۔ یہ رومانویت میں شرابور نسل کے دل کی آواز ہے جسے انگریز شاعر بائرن (Byron) نے (Whispers Behind the curtain) کا نام دیا ہے۔ وہی شاہ کا سارا ابتدائی کلام (بلکہ آج کی شاعری کا کچھ حصہ بھی) اس بے خودی مستی شوقی، چھیڑ چھاڑ، حسرت، ناامیدی کی سرگوشیوں سے بھرپور ہے۔ شاید اسی لیے محبت کی وکٹ پر جتا بازی کرنے والے نوجوان اور بچی عمر کے کھلاڑی وہی شاہ کی کتاب کو سراہنے رکھ کر سوتے ہیں۔ لڑکے لڑکیوں کی نمب پر ہاتھ رکھ کر لکھنے کا ہنر یقیناً وہی شاہ کو آتا ہے اور یہ ہنر بہت سے شاعروں کو برسوں میں حاصل نہیں ہوا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ غزل کہنا ایک کار دشوار ہے۔ اتنا دشوار کہ تار پر ہاتھ چھوڑ کر سائیکل چلانا اس کے سامنے ایک معمولی کام سمجھا جاتا ہے۔ لیکن کچھ پڑھے لکھے نقادوں کا کہنا ہے کہ شاعر کا پتہ اُس وقت چلتا ہے جب نظم میں طبع آزمائی کرے۔ میں ذاتی طور پر اس سے متفق ہوں (اگرچہ یہ مسئلہ بحث طلب ہے) کچھ دوستوں نے وہی شاہ کے سینے پر (Teen-Agers) کے شاعر کا (Tag) لگا دیا ہے۔ میرے خیال میں اس سے اُس کی شاعری کا ایک جائزہ پہلو قدرے تاریکی میں چلا گیا ہے اور وہ پہلو اُس کی نظمیں ہیں۔

وہی شاہ نے شاعری کی چھت پر اپنے ہونے کا پرچم میرے سامنے لہرایا ہے۔ جب وہ شاعروں کے ہجوم میں شامل ہوا تو میدان میں کھڑے شاعروں نے اُسے اپنے ساتھ کھڑے ہونے کی جگہ دی۔ اُسے گھور کر دیکھا۔ وہی شاہ نے کوئی نوٹس نہ لیا۔ اپنی آواز میں باتیں کرتا رہا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے گھورنے والی نظروں میں پسندیدگی کی پرچھائیاں جھلملانے لگیں اور وہی شاہ نے شاعری کے میدان میں آگے بڑھنا شروع کر دیا۔ وہ اب اپنے پیروں پر کھڑا ہے اور پیروں کے نیچے زمین کا جو حصہ ہے اُس پر اُس کی گرفت مضبوط ہے۔

دو چار کتابیں پڑھ کر اور بے حد اچھے لوگوں اور استادوں کی جوتیاں سیدھی کر کے یہ بات ہاتھ آئی ہے کہ دل کی زمین میں پڑھائی لکھائی اور مطالعے کے بیچوئے بغیر اچھی شاعری سمجھنے اور لکھنے کا ہنر ہاتھ نہیں آتا اور اس بات کا تعلق شاعر کے ساتھ بہت گہرا ہے۔ ہر شاعر ابتدا میں رومانیت کی چھڑی لے کر دل کی جھاڑیوں پر بیٹھی جذبات کی تھلیاں اڑاتا ہے۔ رنگ اچھالتا ہے۔ آوازوں کا پیچھا کرتا ہے۔ اس بھاگ دوڑ میں اُس کا تخلیقی عمل جاری رہتا ہے۔ اس سفر میں کبھی گرتا ہے کبھی سنبھلتا ہے۔ گر کر اٹھتا ہے، چلتا ہے اور زندگی اور زندگی کی شاہراہ سے نکل کر موتی چٹختا ہے۔ آواز میں چٹکی آتی ہے۔ لہجہ بدلتا ہے۔ آنکھ کی بصارت تیز ہوتی ہے۔ اور تخلیقی عمل میں حسن جھلکنے لگتا ہے اور

شاعر اپنی ذات سے باہر نکل کر باہر کے ماحول میں تحلیل ہو جاتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں ذاتیات اجتماعیت میں بدل جاتی ہے۔ وہی شاہ اب اس مقام کی طرف بڑھ رہا ہے اور یہ میں نے اُس کی نظمیں پڑھ کر محسوس کیا ہے۔ وہی شاہ کی نظمیں پڑھتے وقت مجھے بہت چونکا دینے والی مسرت حاصل ہوئی۔ اُس کی نظمیں زندگی کے چھوٹے اور بڑے مسائل کو اپنے گھیراؤ میں لیے ہوئے ہیں۔ یہ مسائل ہماری رومانوی اور سیاسی، ذاتی اور منطقی نوعیت کے ہیں۔ مسئلہ چھوٹا ہو یا بڑا اس کی کوئی اہمیت نہیں۔ اہمیت اس بات کی ہے کہ شاعر اُسے پیش کیے کرتا ہے۔ ٹی۔ ایس۔ ایلیٹ کے گروائیڈ راپاؤنڈ نے کہا تھا کہ نظم کا (Content) کتنا ہی معمولی کیوں نہ ہو جب وہ شاعر کے احساس میں اُترتا ہے تو شاعر اُس Content کو اپنے اسلوب اور Craft سے بڑا بنا دیتا ہے۔ وہی شاہ کی نظموں میں Craft کا یہ حسن جھلکتا ہے۔ روزمرہ کا معمولی موضوع بھی اُس کے منفرد اسلوب کی بنا پر قدر و قیمت میں اپنی مثال آپ بن گیا ہے۔

جب سے یہ پیغام ملا ہے

جاننا تم آنے والی ہو

موسم نے سارے گھر کی ترتیب بدل کر رکھ دی ہے

چوکھٹ پر اک چاند بھی آ کر بیٹھ گیا ہے

کتے ستارے لاؤنج میں آ کر پڑے ہوئے ہیں

جگنو کب سے چھت پر گھر کے

ہر گوشے میں چمک رہے ہیں

سورج اور بارش بھی کل سے سائبان پر لگے ہوئے ہیں

مرزا غالب نے بہت سال پہلے محبوب کو یہ مشورہ دیا تھا کہ اس کی محفل ناز میں غیروں کا گزر کیا معنی رکھتا ہے۔

میں نے کہا کہ بزم ناز غیر سے چاہیے تھی

سن کر ستم ظریف نے مجھ کو اٹھا دیا کہ یوں

ایسا ہی مشورہ وہی شاہ نے اپنے محبوب کو دیا اور وہ مشورہ یہ تھا کہ محبوب کو چھوٹی چھوٹی چیزوں سے اجتناب

کرنا چاہیے۔ وہ اعلیٰ ہے۔ ادنیٰ چیزوں کا اُس کی زندگی میں کیا کام۔ محبوب نے وہی شاہ کی باتیں سن کر ہر چھوٹی چیز

سے کنارہ کشی کر لی اور عاشق کو بھی چھوٹی چیزوں کی قطار میں کھڑا کر دیا۔ وہی شاہ کی نظم Red-Charad جب

ایک Twist کے ساتھ انجام پر پہنچتی ہے تو چونکا دینے والی مسرت قاری کے ہاتھ آتی ہے۔

اُس نے چھوٹی کار بدل لی

ترک کیے وہ سارے دوست

سب رشتے اور سارے ساتھی

جو چھوٹے تھے

اور شاید ان سب چھوٹوں میں

میں سب سے زیادہ چھوٹا تھا

وہی شاہ کی بے شمار نظمیں جن Content بنیادی طور پر رومانویت کا عنصر لیے ہوئے ہے لیکن وہ اس

سے ایک نئی معنویت نکالنے کی کوشش کرتا ہے اور قارئین کے سامنے سرخرو بھی ہوتا ہے۔ ایک بات جو بڑی اہم ہے اور وہ یہ کہ اُس کے تجربے کی تھیلی میں بے شمار چھوٹے چھوٹے رومانوی مناظر پڑے ہوئے ہیں جنہیں وہ نظم یا غزل لکھتے وقت بروئے کار لاتا ہے۔ اور ان سے دامن چھڑاتا ہے اور وہ زبردستی اس کی شاعری میں درآتے ہیں۔ وہ اکیلا سفر پر نکلتا چاہتا ہے لیکن محبوب یا محبوب کی کوئی یاد اُس کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر ساتھ چلی آتی ہے۔ مثلاً اُس کی ایک نظم ”چلو“ دیکھئے۔

مجھے جنگل پسند آتے ہیں

جان من
مجھے جنگل

ہری ان بستیوں، شہروں سے دور
گھسپ گھنیرے

راز میں ڈوبے ہوئے جنگل
مجھے جنگل پسند آتے ہیں جان من گھسپ جنگل
کہ جنگل میں فقط طاقت کا ہی قانون چلتا ہے

وصی شاہ شہر کی منافقانہ فضا سے تنگ ہے۔ وہ شہر میں بچھے سازشوں کے جالوں سے جان چھڑا کر جنگل میں جانا چاہتا ہے لیکن اس سفر میں بھی وہ محبوب کو ساتھ رکھنا چاہتا ہے۔ غالب، ہائرٹن اور اقبال نے بھی دنیا سے اُکٹا کر گوتم بدھ اور بھرتی ہری کی طرح شہر چھوڑ کر جنگل میں جانے کے بارے میں سوچا تھا۔۔۔۔۔ اقبال کی ”آرزو“ اور غالب کا یہ شعر

رہے اب ایسی جگہ چل کر جہاں کوئی نہ ہو

اور ہائرٹن کی نظم Roll over blue ocean کا یہ مصرعہ

There is rapture on the lonely shore
There is society where none intrudes

وصی شاہ نے ضرور پڑھا ہوگا۔ وصی شاہ اپنی ذات سے ہجرت کر کے اب دوسروں میں تحلیل ہو رہا ہے۔ ذات سے نکل کر اجتماعی مسائل اور دکھ درد کی ڈور ڈھونڈ رہا ہے۔ جنگل میں جانے کی خواہش شاید اسی سفر کا اعلان ہے۔ مگر میرا مشورہ ہے وہ جنگل کی طرف اکیلا جائے۔ محبوب کو ساتھ لے کر نہ جائے کیونکہ فطرت کے راز سمجھنے کے لیے تنہائی بہت ضروری ہے۔

وصی شاہ کی تازہ نظموں میں اس بات کا اعلان سنائی دیتا ہے کہ اب اُس نے فطرت یعنی Mother nature کی سرگوشیاں سننا شروع کر دی ہیں۔ اب اُس نے ایسے خواب دیکھنا شروع کر دیے ہیں۔ جن میں سب لوگ شامل ہیں۔ عہد حاضر کے دکھوں کی مرہم تلاش کرنے کے لیے اُس نے آنے والے دنوں سے امید لگائی ہے۔ اب وہ مستقبل سے حال کی زبوں حالی کے لیے خوشحالی کشید کرنا چاہتا ہے۔ ذاتی رومانویت سے اجتماعی خوشحالی کی طرف اُس کا یہ قدم اُس کی شاعری کا ایک نیاز خ پیش کرتا ہے۔ اُس کی نظم 18 اکتوبر میں یہ جھلک نظر آتی ہے۔

تمنا ہوئی دل میں بے تاب پھر سے

بہیں بیٹھ کر کچھ نئے خواب پھر سے
پرندوں کی خوابوں کی چہکار بانٹیں
محبت کی چاہت کی مہکار بانٹیں
جو سورج نکلنے کو ہے آج کی صبح
چلو اس کی کرنوں کی اُمید تھا میں
چلو اپنے ذمے کی اینٹوں کو بٹھائیں
جو تعمیر کرنی ہے دیوار بانٹیں
چلو درد بانٹیں چلو پیار بانٹیں

مجھے بے حد خوشی ہوئی ہے کہ اُس نے اب قافی جسم سے ہاتھ چھڑا کر روح کی لافانی حدود میں چہل قدمی شروع کر دی ہے اور اس چہل قدمی میں اُس کی آنکھ میں احترام اور پیروں میں احتیاط کی بیڑیاں پڑی ہوئی ہیں۔ اور اُس کے ہونٹ قلم بن کر یوں اظہار کرتے ہیں۔

صدیوں سے روشن اک لمس

غار حرا کی دیواروں کو
مٹھو کر یوں محسوس ہوا ہے
جیسے میں نے تیرے جسم کو مٹھو دیکھا ہو
جیسے مجھ میں اقرا، اقرا
کی آوازیں گونج اٹھی ہوں
غار حرا کی دیواروں کو مٹھو کر آقا
علم کی پیاس بجھی بھی ہے
اور
بڑھ بھی گئی ہے

”عشق“ عنوان کے تحت لکھی گئی ایک نظم میں وصی شاہ کے اُس سفر کی روداد موجود ہے جو اُس نے اپنے ذاتی عشق سے ہاتھ چھڑا کر کیا ہے۔ اور اُسے چاروں طرف عشق کی لاشد و دسر حدیں دکھائی دے رہی ہیں۔

عشق ہوا میں

عشق گھٹا میں

لمبی سی باریک سی پگڈنڈی میں عشق

بیل کے کانوں سے لپٹی ہوئی

رنگ برنگ جھنڈی میں عشق

بوڑھی، جھریوں والی، گالیاں دیتی، روٹیاں چھنڈتی

شیدے کی مائی میں عشق

ہیر کے گجرے میں بوڑے میں
عشق کلائی کے چوڑے میں
عشق گھوں میں عشق سفر میں
عشق جن کی مست نظر میں
عشق دے و کھرے رنگ اوماہی
عشق دے و کھرے رنگ

آخر میں ایک نظم (Third world) کا ذکر بہت ضروری ہے۔ جس نے وصی شاہ کی پرانی اور نئی شاعری کے درمیان ایک لکیر کھینچ دی ہے۔ اور وصی شاہ اب ایک نئی فکر اور سوچ کے ساتھ گامزن نظر آتا ہے۔ یہ نظم شاید اُس کی آئندہ آنے والی شاعری کا ایک منظر ہے۔ اس نظم میں اُس کا لہجہ بدلا بدلا سا نظر آتا ہے۔ اور اس بدلے لہجے میں ایک ایسا شاعر جنم لے رہا ہے جو سیاسی، معاشرتی اور معاشی تبدیلیوں کا ادراک رکھتا ہے۔ اُس کے وجود میں ایک ایسی تیسری آنکھ نے جنم لے لیا ہے۔ جو جسم میں لگے ہر زخم پر آبدیدہ نظر آتی ہے۔ یہی وہ لہجہ ہے جہاں شاعر ذاتی اور علاقائی سرحد عبور کر کے آفاقی حدود میں داخل ہوتا ہے۔ جہاں وہ محبوب کا ہاتھ جھٹک کر کہتا ہے کہ

اور بھی دکھ ہیں زمانے میں محبت کے سوا

یا
میں نے تم سے ہی نہیں سب سے محبت کی ہے

وصی شاہ کی اس نظم میں اُسے تیسری دنیا کے وہ قرضے بھی یاد آ رہے ہیں جن کے بوجھ تلے اُس کا دم گھٹنا جا رہا ہے۔ گلیوں میں ہونے والی دہشت گردی بھی نظر آ رہی ہے۔ سارے دکھ، فاقے، مجبوریاں، بے کسی اور معذوری اُس کے سامنے ہاتھ پھیلا کر خوشحالی کی بھیک مانگ رہی ہیں، وہ گلیوں میں بھٹکتے مفلس بچوں کو دیکھ کر آبدیدہ ہے۔ وہ مزدور کی اجرت کے لیے سرگرداں نظر آتا ہے۔ صندل کر دو اور مکمل کر دو کہنے والا شاعر اب محبوب سے کہہ رہا ہے۔

یہ ترا حسن نہیں کچھ بھی محبت کے لیے
چھوڑ دامن مجھے جانے دے مجھے تنگ نہ کر

اب وہ اپنے محبوب سے فرسودہ محبت کے تصور کو بدلنے کا مشورہ دیتا ہے۔ اور اُس کی ہمسفری صرف اس شرط پر قبول کرتا ہے اگر محبوب اُس کی نئی سوچ کا لبادہ اوڑھ لے۔

وصی شاہ کی شاعری میں آنے والا یہ موڑ بڑا خوش آئند ہے۔ اُس کے قدم بڑے پائیدان کی طرف اٹھ رہے ہیں۔ ایک علاقہ اُس نے فتح کر لیا ہے اب اُس کا رخ دوسری مملکت کی طرف ہے۔ مجھے یقین ہے انشاء اللہ وہ یہاں بھی فاتح رہے گا۔

احمد عقیل روبی

ایک نئے مدار کی جانب

محبت کرنے والوں کے دل بہت عجیب ہوتے ہیں۔ کسی کی یاد میں پگھلے، کسی سے وفا کی ڈوری میں بندھے اور کسی سے پھڑکنے کے خوف میں ہر لمحہ دھڑکتے ہوئے..... ایسا ہی ایک دل قدرت نے وصی شاہ کو عطا کیا ہے۔ اس دل کی ساری معصومیت اس کے چہرے کو گھیرے رہتی ہے۔ اسے اُس گلاب کی طرح تازہ رکھتی ہے جس پر اس کے قطرے چمک رہے ہوں۔ بے کراں اور مستقل محبت اسے جوان رکھے ہوئے ہے۔ ایسا جوان جس نے ابھی ابھی جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا ہوا اور عشق کی واردات کے بیٹھے تجربے اُسے حیران کر رہے ہوں۔ گزشتہ کتنے سالوں سے میں نے اُس کی آنکھوں کی یہ حیرانی کم ہوتے نہیں دیکھی۔ بلکہ اب اُس حیرت نے بے قراری کا روپ لے لیا ہے۔ بے چینی جو ایک مضبوط حصار توڑنے کی جدوجہد کے وقت پیدا ہوتی ہے۔ کیا ایسا لہجہ اُس کی زندگی میں آچکا ہے۔ کیا اُس کی شاعری کا دائرہ ہاتھ کے نکلنے سے نکل کر کسی اور وسعت کی جانب سفر کرنے کو تیار ہو چکا ہے۔ یہ وہ پہلا سوال تھا جو اس کتاب کو کھولنے سے پہلے میں نے اپنے آپ سے کیا لیکن ہر لمحہ لہجے کی گفتگو، سانسوں کی مہک، ہانپوں میں سما جانے کی آسودگی، آنکھوں کی ٹھنڈی چھاؤں اور آنکھوں کے سحر میں رچی شاعری کرنے والا شخص اس گرداب سے نکلے گا تو کہیں راستہ نہ بھول جائے، وہ اضطراب اور بے چینی جو اُس کی شاعری میں انگاروں کی طرح دھکتے ہوئے لفظوں کی طرح روشن نظر آتی ہے کسی راہ میں تبدیل نہ ہو جائے جس میں دہلیز چنگاری کو عشق کی آگ میں بدلنا مشکل ہو جائے۔ یہ دوسرا سوال تھا جو میرے سامنے تھا۔ وقت یہ دونوں سوال ہر ایسے تخلیق کار کے سامنے ایک عرصے کے بعد ضرور لا کھڑا کرتا ہے جس کی تخلیق کی آبیاری بیٹھے بیٹھے عشق کی ٹھنڈی ہواؤں اور جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتے ہوئے اچانک اٹھ آنے والی محبت کی موسلا دھار بارش نے کی ہو۔ وصی شاہ یوں لگتا ہے اس بارش میں مدتوں نہایا ہے۔ اسی لیے اُسے جب ملو، جہاں ملو اور جس حال میں ملو اُس کا چہرہ ایسے دھلا دھلا یا اور صاف شفاف نظر آتا ہے جس پر زمانے کی گرد جتنے ہی نہیں پائی۔ لیکن دونوں سوال تو اپنی جگہ قائم ہیں اور اُس کی یہ کتاب جس وصی شاہ کو سامنے لے کر آئی ہے وہ یوں لگتا ہے جوانی کی محبت کی کششِ ثقل سے آزاد ہونے کی تک و دو میں مصروف ہے لیکن کیا کریں اس سے مضبوط کششِ ثقل تو کسی نے آج تک نہ دیکھی نہ سنی۔ وہ کہیں اس مدار سے نکلنے کی کوشش کرتا ہے تو کہیں یہ کشش اُسے واپس کھینچ لاتی ہے۔ مدار سے باہر نکلنے کے لمحے ملاحظہ کیجئے۔

جس سے بندھے تھے دونوں وہ غم نہیں رہے ہیں
تم، تم نہیں رہے ہو، ہم، ہم نہیں رہے ہیں
فکرِ معاش نے تو جذبوں کو روند ڈالا
عاشق و گرنہ ہم بھی کچھ کم نہیں رہے ہیں

تتلیاں نوچنے کا جرم کیا ہے جس نے
وہ مرے شہر کا سلطان بھی ہو سکتا ہے

اب کسی اور ست دیکھتا ہوں
اب برا آسمان نہیں ہو تم

وضع داری میں ترا ذکر کیا کرتا ہوں
ورنہ اب دل میں جری یاد کہاں آتی ہے

آپ کو اس رنگ کے کئی شعرا ایسے ملیں گے جس میں ایک طویل محبت کے موسم کی اکٹاہٹ ہے۔ ایک عمر کے مرحلے سے دوسرے مرحلے میں داخل ہونے کی حیرت ہے۔ گزرے وقت کی مٹھاس اور چاہت کا درد ہے، اسی کج میں گزرے دنوں کا موسم بہار ہے جس پر ارد گرد بیتی دنیا، دکھ، الیے اور کرب جبر ایک خزاں مسلط کرتے جا رہے ہیں۔ لیکن یہ خزاں وحشی شاہ کی مرضی اور فشا کے خلاف ہے۔ اُسے یہ پت جھڑکا موسم بالکل اچھا نہیں لگتا۔ وہ اپنے اشعار میں بار بار اس کا ذکر کرتا ہے لیکن اُس کی تخلیق کا محور آج بھی زلف و رخسار ہے، لمس ہے، مسح کر دینے والی آنکھیں ہیں اور ساری عمر پر محیط محبت کا بادل ہے جو اُس کے اشعار پر سایہ کیے ہوئے ہے۔

درد کوئی نہ چھو سکے گا مجھے
آ گیا ہوں میں تیری بانہوں میں
جو ملا ہو گیا وہ گرد یوں
کیا فسون ہے جری نگاہوں میں

جو دو بھنور ترے گالوں پہ رقص کرتے تھے
دل آج بھی انہی طغیانوں میں رہتا ہے

حیرے لمس کا جادو بھی کیسا جادو ہے
جس کو چھو لے اُس کو صندل کر دیتا ہے

تمہاری آنکھوں کو دیکھ کر یہ یقین ہوا ہے
بدن کے سارے جمال آنکھوں میں آ گئے ہیں

یہ وہ اشعار ہیں جن کی حدت اور تپش وحشی شاہ کی شخصیت کا وہ طوفان ہے جس نے آج تک اُسے شاعری پر مجبور کیا ہے۔ آپ کو یہ طوفان اس کتاب میں ایک گرد باد کی طرح ملے گا جس کی تیز گردش میں اُس کی شاعری کا بے قابو جن محبت کی تال پر رقص کر رہا ہے اور اُس کے وجد سے یہ گرد باد برپا ہے۔ البتہ کہیں کہیں وہ سانس لینے کے لیے رکتا ہے تو اُسے غم زمانہ بھی دکھائی دے جاتے ہیں۔ ارد گرد پھیلی دنیا کے الیے، کرب، دکھ

آلام اور مصیبتیں بھی یاد آ جاتی ہیں، انسانوں کی منافقت، سنگدلی، محرومی بھی اُسے لمحہ بھر کو بے چین کر دیتی ہے۔ وہ تھوڑی دیر کے اس وقفے میں جب چاروں اور دیکھتا ہے تو پھر Third world جیسی نظم تخلیق کرتا ہے۔

روز گلیوں میں کٹے جاتے ہیں میرے بازو
دیکھ فرقوں میں بٹے جاتے ہیں میرے بازو
نت نئے ظلم کو سہتے ہوئے اور جیتے ہوئے
دیکھ وہ نیم برہنہ کسی معذور کی لاش
دیکھ ابھری ہے وہ آواز کہیں ماتم کی
اور پھر وہ کہہ اٹھتا ہے۔

اب تو بے معنی ہیں رشتے سبھی بندھن جاناں
کیسے پہناؤں ترے ہاتھ میں کٹکن جاناں

لیکن یہ لکچر مختصر بہت جلد بیت جاتا ہے اور وحشی شاہ جس نے کچھ دیر کے لیے اپنے آپ کو محبت کی خوابناک کششِ ثقل سے آزاد کر لیا تھا وہ بڑے زور سے اُسے واپس کھینچ لیتی ہے۔ گرد باد میں رقص کرتا شاعری کا جن زور سے وجد میں آ جاتا ہے اور وہ کہہ اٹھتا ہے ”جی میں آتا ہے کوئی تازہ محبت کر لیں“ لیکن لگتا ہے وحشی شاہ کوئی تازہ محبت نہیں کرتا۔ نہ اُس میں اس کی اہلیت ہے۔ وہ تو بس ایک ہی محبت کے اثر میں گرفتار ہے۔ پتا نہیں عین عالم شباب میں کی محبت میں وہ اتنی پاکیزگی اور طہارت کہاں سے لے آیا کہ اُسے کسی کو یاد کرنے سے پہلے وضو کرنا پڑتا ہے اور حیرانہ اور غلاف کعبہ کو چھو کر وہاں اپنی انگلیوں کی پوروں سے اپنا اور اُس کا نام تحریر کرنا پڑتا ہے۔ ایسے لوگ تازہ محبتیں نہیں کیا کرتے۔ بس ایک محبت کی خوشبو میں ڈوبے عمر بھر رقص کرتے رہتے ہیں۔ لیکن میرے دو سوال تو پھر باقی رہ گئے۔ یہ سوال میرے ہی نہیں وحشی شاہ کے سامنے بھی ہیں اور وہ اس وقت اُسی جگہ کا شکار ہے۔ وہ اس کششِ ثقل سے آزاد ہوتا چاہتا ہے لیکن خلا کی وسعتوں میں بھٹکنا نہیں چاہتا۔ اُسے کوئی دوسرا مدار چاہیے۔ اس کششِ ثقل سے بڑی مسحور کن مقناطیسیات جو اُسے اپنے مدار میں کھینچ لے اور پھر اُسے یاد تک نہ رہے وہ کبھی کسی اور زمین، کسی اور دنیا سے محبت کا اسیر تھا۔ وہ اُس مقناطیس کی طرف کھنچا چلا جائے، اُس کی روشنی میں نہاتا چلا جائے، ارتقاع کی بلندیاں ملے کرتا ہوا۔ وارث شاہ نے تو ایسے لوگوں کا مسئلہ ہی حل کر دیا جو ازل سے محبت کرنے والا دل لے کر پیدا ہوتے ہیں۔

وارث شاہ حقیقت دی لین لذت
پہلے چمک کے لون مجازیاں دے

اور یا مقبول جان

لاہور
۱۵ اکتوبر ۲۰۰۸ء

رس گھولتا ہوا شاعر.....وصی شاہ

وصی شاہ کی شاعری اور وصی شاہ کا نام ہمارے عہد کے کانوں میں رس گھول رہا ہے اور لاکھوں نوخیز دلوں میں ہلچل برپا کیے ہوئے ہے۔ جذباتی اور فنکارانہ اثر انگیزی کا ایسا احوال کم کم دیکھنے میں آتا ہے۔ اس کی مقبولیت اور ہر دلچیزی نے اس کے لیے ایک الگ منظر نامہ ترتیب دے لیا ہے جس کی خوشبوئیں، نیرنگیاں اور نفسگی کے اظہار میں وصی شاہ کا شاداب اور روشن چہرہ ابھرتا اور جھلکاتا ہے۔ نوجوان نسل کے اس ہیرو کے لیے ایسا قابل رشک قبول عام اپنی الگ معنویت رکھتا ہے۔ اس کی ادبی پیش رفت میں اس کی شاعری اور اس کی کتابوں کے بڑی تعداد میں ایڈیشنز کا چھپنا اور لاکھوں کی تعداد میں چاہنے والوں تک پہنچنا بہ ظاہر نمایاں اسباب ہیں مگر یہ بھی جان لینا چاہیے کہ کسی پروگرام یا شعوری کوشش سے ایسے مقصد کا حصول ممکن نہیں ہوتا۔ اپنے کام سے لوگ مشہور و معروف تو ہو سکتے ہیں لیکن مقبولیت، محبوبیت اور قبول عام کے درجہ میں آنے کے لیے سارا معاملہ اور سارا سلسلہ منجانب اللہ ہے۔ اور توفیق و تائید اس کی جانب سے مرحمت کی جاتی ہے۔ رب کریم کا کیسا نظام ہے کہ وہ بے تاثیر الفاظ کو تاثیر عطا کر سکتا ہے۔ بات میں اعتبار پیدا کرتا ہے اور اعتماد کی دولت سے مالا مال کر دیتا ہے۔ وصی شاہ کے لیے حق تعالیٰ کا یہ انعام ایسا ہے کہ اسے ہر دم شکر گزاری کے جذبے سے معمور رہنا چاہیے اور یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ اس انخار کے ساتھ ہی آزمائش کے سلسلے بھی ہیں جو اس کی بھرپور توجہ چاہتے ہیں۔

بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وصی شاہ کی شخصیت، مزاج اور ذہنی پس منظر پر نگاہ ڈالنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ شاعری گویائی اور تخلیقی نمود کا ایک سلسلہ جارہا ہے جس میں نسلوں کے درمیان ضروری ہم آہنگی و ربط ایک اہم جزو ہے۔ شعوری اور اکتسابی کوششوں کے ساتھ ساتھ اپنے عہد اور اپنے پیش روں سے نئی نسل از خود بھی بہت کچھ سیکھتی چلی جاتی ہے۔ اس میں رد و قبول کے مرحلے بھی ہوتے ہیں۔ نئی نسل کے بہت سے شعراء جب ان مراحل سے گزرتے ہیں تو اپنے آپ کو اپنے پیش روں سے مختلف ظاہر کرنے کے لیے شعوری کوشش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انھیں اُس نسل سے کچھ نہیں پہنچا۔ یہ الگ بات ہے کہ انھوں نے ارادی طور پر کچھ حاصل نہ کیا ہو لیکن ہر عہد لازماً آئندہ زمانے کو کچھ نہ کچھ فکری طور پر ضرور سونپتا ہے۔ میں اور میری نسل کے لوگ اس معاملے کو سنجیدگی اور بردباری سے لیتے ہیں اور نئی نسل کے شعراء کی جائز اور رواختسین بھی کرتے ہیں جو ہم پر فرض اور قرض رہتی ہے۔ روشن سوچ اور تابندہ مستقبل کی جانب پیش رفت میں دراصل اس پرانی نسل کی کامیابی اور اطمینان بھی مضمر ہے۔

رد و قبول کے جن مراحل کا میں نے ذکر کیا ہے اس حوالے سے وصی شاہ اپنے ہم عصروں میں بڑی حد تک مختلف ہے۔ وہ ایک شائستہ، حلیم الطبع، ذہین اور معاشرت کے آداب سے واقف شخصیت ہے۔ اس کی تربیت ذات میں جذبات کے اظہار میں ابھار کے ساتھ نمایاں سہا رہی ہے جن کی آمیزش نے زندگی کے معاملات میں اس کے رویہ کو اعتبار بخشا ہے۔ وہ اپنے پیش روں کا ادب بھی کرتا ہے۔ ان سے کچھ سیکھنے کا اعتراف بھی اور بھرپور اختلاف کا بیحد بھی اسے آتا ہے ان حوالوں سے میں وصی شاہ کو اہمیت دیتا ہوں اور اسے پسند بھی کرتا ہوں۔

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

ONE URDU FORUM.COM® SCANNED PDF By HAMEEDI

شاعری کے حوالے سے وصی شاہ کی پہچان ایک رومان پرور فضا کی تخلیق ہے۔ اس کے اشعار کچے جذلوں کی اتھل پتھل میں کچھ دلنشین اثرات مرتب کرنے کی بے پناہ صلاحیت رکھتے ہیں۔ یہ اثر انگیزی نظم اور غزل میں یکساں طور پر ابھرتی ہے اور دلوں کو چھوتی ہے۔ اس تازہ مجموعہ کلام میں بھی جس کو سرسری طور پر پڑھنے کے بعد میں یہ تاثرات قلمبند کر رہا ہوں ویسی ہی مانوس اور دلپذیر فضا موجود ہے مثلاً ان اشعار پر نظر ڈالیے تو آپ بھی میرے ہمنوا ہو جائیں گے:

ایک معصوم تقدس میں بھگویا ہوا لمس
کتنا پاکیزہ ہے احساس میں دھویا ہوا لمس
یہ ترے جسم کی خوشبو کا سنہرا احساس
جس طرح چاند کے ہالے میں پرویا ہوا لمس

چاند نکلے تو مرا جسم مہک اٹھتا ہے
روح میں اتری ہوئی تازہ محبت کی طرح

تیری یادوں کی ”اگر بتیاں“ جل اٹھتے ہی
ہم تری یاد کی خوشبوؤں سے بھر جاتے ہیں

حسن ہو پھر بھی محبت میں بدل جاؤ گی
تم برے عشق کی حدت سے پھل جاؤ گی

میں تمہیں اپنا آپ سونپتا ہوں
مجھ کو رکھ کر نہ بھول جانا کہیں

سُر میں آ جائے گا جیون ترے آ جانے سے
ترے آنے سے کسی تال میں آ جاؤں گا میں
دیکھ کر اُس کو مجھے یاد کرے گی دنیا
ایک دن اُس کے خدوخال میں آ جاؤں گا میں

مذکورہ چند اشعار جو اثر انگیزی اور دلچسپی کا احساس لیے ہوئے ہیں وہ وصی شاہ کا اپنا اور خاص اپنا منظر نامہ ہے اس کے طرز احساس کی گہری چھاپ ان اشعار میں چہرہ نمائی کرتی ہے۔ مگر اس کی تازہ شاعری کا عمومی مطالعہ یہ احساس بھی دلاتا ہے کہ وصی شاہ کے یہاں ایک سنجیدہ روی اور حقیقت پسندانہ میلان بہت مثبت طور پر ابھرتا نظر آتا ہے اور اس کی شاعری کو نمونہ پذیر اور بار آور بنانا ہے۔ حقیقت پسندانہ سوچ اس کے تجربوں سے ہم آہنگ ہو کر شعر میں معنویت کی سطح کو بہتر بناتی نظر آتی ہے۔ ذیل میں دیے گئے چند اشعار شاید میری بات کی وضاحت کر سکیں:

ایک جادو گری تو تھی تجھ میں
میں بھی کچھ دن ترے اثر میں رہا

وضعداری میں ترا ذکر کیا کرتا ہوں
ورنہ اب دل میں جری یاد کہاں آتی ہے

چومنا کیا اسے آنکھوں سے لگانا کیا
پھول جو کوٹ سے گر جائے اٹھانا کیا

یہ جو اک شخص تجھے دیکھ کے روشن ہے بہت
بجھ بھی سکتا ہے یہ ویران بھی ہو سکتا ہے

میں محسوس کرتا ہوں کہ اسی منظر نامے کے پس منظر سے ایک نئی کیفیت وحی شاہ کی شاعری میں اب
نمایاں طور پر درآئی ہے۔ عشق اور عشق کی حدت، درد کی باہیں، اداس آنکھیں اور بطون ذات میں دھیرے دھیرے
نمو پانے والا طال اور اندر ہی اندر رو لینے اور گریہ کر لینے کا احوال وحی شاہ کی شاعری کو قابل توجہ بنا رہا ہے:

ہے کوئی جھانکنے والا اداس آنکھوں میں
یہ آنکھیں جن کے لبوں پر کوئی سوال نہیں

جس سے بندھے تھے دنوں وہ غم نہیں رہے ہیں
تم تم نہیں رہے ہو ہم ہم نہیں رہے ہیں

درد کوئی نہ پھو سکے گا مجھے
آ گیا ہوں میں تیری ہانپوں میں

سامنے تو ہے تو ہم دل میں بھی رو سکتے ہیں
یوں کریں ہم تجھے باتوں میں لگا کر رو لیں

آنکھوں کے راستے سے ترے درد بہہ گئے
افسوس یہ خزانے سنبالے نہ جا سکے

عشق کے باب میں کچھ یوں ہے تمہارا میرا
فائدے سارے تمہارے ہیں خسارہ میرا

جتنی خوشیاں ہیں وہ رکھ لو مری جانب سے وحی
میری آنکھوں میں چھپا غم مجھے واپس کر دو

اب کسی سے بھی محبت نہیں کر پاتا ہے
مار کر خود کو جو اک شخص بچایا میں نے

وحی شاہ کے اس تازہ مجموعہ کلام میں مختصر اور پُر تاثیر نظموں کی کمی نہیں۔ فکر اور اظہار کی بہت خوبصورت
آمیزش نے نظموں کی کشش میں اضافہ کیا ہے۔ اس کی ایک نظم ”صدیوں سے روشن ایک لہر“ کمال کی نظم ہے اور
میرے خیال میں اسے کتاب کا سرنامہ ہونا چاہیے۔

غار حراء کی دیواروں کو
بھٹو کر یوں محسوس ہوا ہے
جیسے مجھ میں اقراء، اقراء
کی آوازیں گونج اٹھی ہوں
غار حراء کی دیواروں کو چھو کر آقا
علم کی پیاس بجھی بھی ہے

اور
بڑھ بھی گئی ہے

وحی شاہ محبت کا شاعر ہے۔ غزل اور نظم میں اس کے تجربے اور احساسات بھرپور طور پر سامنے آتے اور
داد پاتے رہتے ہیں لیکن تازہ نظموں میں ”محبت آ خرش کیا ہے“ ایک اچھی نظم کہلائی جاسکتی ہے چند لائنیں دیکھئے:

میں شاعر ہوں تو اکثر لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں
محبت آ خرش ہے کیا؟

وحی میں ہنس کے کہتے ہوں

کسی پیار سے کو اپنے ہتھ کا پانی پلانا بھی محبت ہے
بھنور میں ڈوبتے کو سا حلوں تک لے کے جانا بھی محبت ہے

کہیں ہم راز سارے کھول سکتے ہوں مگر پھر بھی
کسی کی بے بسی کو دیکھ کر خاموش رہ جانا محبت ہے

کسی کے واسطے جبر آئی ہونٹوں پر ہنسی لانا
زبردستی ہی مسکانا محبت ہے

وحی شاہ کی نظموں میں پھیلاؤ نہیں ہے ایک سمیٹ ہے مگر ایسے کہ فکری خدو خال مناسب دروبست کے
ساتھ سامنے آ جاتے ہیں۔ ہیرے فروخت کرنے والے De Beers کے شوروم کے حوالے سے ایک اور حسین اور
دلگیر نظم ہے:

ہیروں کے شوروم پہ جاناں
تم نے یہ اک بار کہا تھا

اردو شاعری کا فخر

وہی کو میں اس وقت سے جانتا ہوں جب اس کے اندر کا شاعر ابھی گھٹنوں کے بل چلتا تھا اور ہم اس کی حوصلہ شکنی کیا کرتے تھے اسے سمجھایا کرتے تھے کہ تم اپنی بیوہ ماں کا واحد سہارا ہو۔ اس کی امنگوں کا محور و مرکز ہو۔ اپنی تعلیم پر توجہ دیا اور شے میں ملا ہوا بزنس چلاؤ۔ تمہارے اندر جو شاعر ہمک رہا ہے۔ اسے تھپک کر گہری نیند سلا دو لیکن کیا کہیے کہ اس کے اندر کا شاعر بہت ڈھیٹ تھا۔ تمام تر حوصلہ شکنی اور سہارا نہ ہونے کے بارے میں وہ اپنے پیروں پر کھڑا ہونا چاہتا تھا۔ مجھے سمیت دوستوں کا خیال تھا کہ بھلے ہم جتنی بھی حوصلہ شکنی کرتے رہیں وہی اپنے اندر کے شاعر کی بہت حوصلہ افزائی کرتا ہے اور کسی دن کوئی گل کھلائے گا۔ دوستوں کا اندیشہ غلط ثابت نہ ہوا اور نظمیں، غزلیں کہتے کہتے ایک دن وہی نے یہ شعر سنایا۔

تھیں بھلانا ہی اول تو دسترس میں نہیں
جو اختیار بھی ہوتا تو کیا بھلا دیتے

مجھے آج تک یاد ہے کہ یہ شعر سن کر محفل واہ واہ اور سبحان اللہ کی آوازوں سے بڑی دیر گزشتی رہی۔ اس محفل میں کم از کم بیسیوں مرتبہ یہ شعر وہی سے فرمائش کر کے سنا گیا۔ اُس دن ہمیں احساس ہوا کہ وہی مکمل طور پر اپنے اندر کے شاعر کا "معمول" بن چکا ہے اور اس کی اپنی پہچان اب ختم ہو گئی ہے۔ یہ اس شاعر کے حوالے سے جانا اور پہچانا جائے گا۔

پھر وہی لاہور چلا گیا۔ پہلے کالج آف کامرس میں داخلہ لیا۔ بی۔ کام میں یونیورسٹی بھر میں اول رہا۔ یہیں پہلی دفعہ صنف مخالف کی محبت نے اس کے دل میں جا کی۔ (اس کی شاعری میں کیسپس کا ذکر اسی محبت کا شاخسانہ ہے) یہیں سے اس کی شاعری نے وہ رنگ پکڑا جس کا ایک عالم دیوانہ ہے۔ پھر پی ٹی وی ڈرامہ "آہن" اس کے بعد وہی نے مڑ کے نہیں دیکھا۔ چمکتی ہوئی غزلیں اور نظمیں کہتا رہا۔ انھیں "آنکھیں بھیگ جاتی ہیں" کی شکل دے دی۔ یہ کتاب کیا چھپی کہ ایک زلزلہ آ گیا۔ ایک کے بعد دوسرا ایڈیشن سینکڑوں ایڈیشن چھپے۔ کتاب لاکھوں کی تعداد میں پڑھنے والوں کے ہاتھوں میں پہنچی۔ نوجوانوں نے اس پوری کتاب کو یوں یاد کیا جیسے یہ کوئی مقدس کتاب ہو۔ یہی کامیابی دوسری کتاب "مجھے صندل کر دو" کو بھی نصیب ہوئی۔

وہی شاہ کی شاعری پہ الزام ہے کہ یہ ٹین ایجرز کی شاعری ہے۔ (یہ الزام تو فساد..... احمد فراز پر بھی لگاتے رہے) میں پورے اعتماد کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ وہی پر یہ الزام لگانے والوں نے اس کو پڑھنے کی زحمت ہی نہیں کی اور ادبی بددیانتی کا ثبوت دیا ورنہ ایسے زندہ شعر کوئی کیسے نظر انداز کر سکتا ہے۔

اصل کی اتنی پرکھ ہے تم کو
چھوئے بنامس دیکھ کے ان کے
کیرٹ تک بتا سکتی ہو
لیکن جاناں
سچے ہیرے کی تم پھر بھی
کر نہ سکیں پہچان
اور میری ہیروں سے بڑھ کر
اصلی، سچی قیمتی چاہت کو بھی تم نے
کر ڈالا قربان
اصلی ہیرے جانچنے والی
تم نکلیں نادان

کتاب کی ورق گردانی کرتے ہوئے کئی نہایت اچھی اور خوبصورت نظمیں نظر سے گزریں۔ اے عشقا، مونولوگ، حفظ ما تقدم، تکمیل، عشق، نکاح، میرے ہو کے رہو اور زندگی آپ کو اپنی جانب کھینچیں گی۔ نظم زندگی میں نظم سے لپٹی ایک کہانی تھان کے جیسے کھلتی ہے آدم نے جیون کا سوت کا تار اور تقدیروں کی سولی جیسی کھا ڈی پر کھینچا، تانا اور بنا۔ یہ مختصر نظم اسی کا تاثر ہے۔ ایک نظم Nostalgia بھی ہے۔ وہی شاہ اپنا بچپن تلاش کرتے ہیں اور ہم اپنی اپنی یادوں میں کھو جاتے ہیں۔ انھیں نظموں میں وہی شاہ اپنے ذاتی جذباتوں کے حصار سے باہر تیسری دنیا کی تباہ حال انسانی آبادیوں کا نوحہ کر رہی ہے:

دیکھ میں تیسری دنیا کا ہوں مفلس شہری
میرا ہر پل نئے قرضوں میں دبا جاتا ہے
دیکھ پتھرائی ہوئی آنکھوں کے ان حلقوں کو
دیکھ فرقوں میں بٹے جاتے ہیں میرے بازو
روز گلیوں میں کئے کرتے ہیں میرے بازو
رد اتنا ہے کہ ختم جاتی ہے دھڑکن جاناں
آگ برساتا ہوا آتا ہے ساون جاناں
کہنے پہناؤں تیرے ہاتھ میں کنگن جاناں

وہی شاہ..... ایک خوشی محسوس ہوتی ہے۔ اب اس کی تازہ شاعری پڑھ کر بھی دل خوش ہوا۔ کم فرصتی کا عالم فی الوقت..... زیادہ لکھنے کی مہلت نہیں دے رہا۔ سو وہی شاہ کے لیے دعا کریں اور نیک تمنائیں۔

(پروفیسر ڈاکٹر) پیرزادہ قاسم

وائس چانسلر، کراچی یونیورسٹی

بچے کو یہ سن کر کے بے بسارت کروں گا نہ کوئی صاحبزادی بیٹا۔ میرا راز نہ ہو سچ۔ یہ بات سرت کوئی سے کیے گی۔

”و کے بجائے چائے پنائی ہے ایک کپ

وہی کی شاعری کے بارے میں یہ بات ذمہ داری سے کہی جاسکتی ہے کہ یہ ارتقا پذیر ہے۔ اس نئی کتاب میں پڑھنے والوں کو بہت کچھ نیا ملے گا..... اس کتاب میں وہی کا ماضی اور ثقافت سے بڑا گہرا تعلق نظر آتا ہے۔ محبت بھی زیادہ واضح ہو کر ابھری ہے اور رومانس عشق کے قریب پہنچ گیا ہے اور کیوں نہ پہنچے؟ اب اس کے اندر کا شاعر بھی تو بڑا ہو گیا ہے۔

۲۳ ستمبر ۲۰۰۸ء

طارق کلیم

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

ONE URDU FORUM.COM® SCANNED PDF BY HAMEEDI



تم میرے درد بھی، غم بھی، میرے آلام بھی تم
تم میرا چلین ہو جاناں، میرا آرام بھی تم

کامیابی کو نہیں ہم نے تمہیں چاہا ہے
ہم تمہارے ہیں بھلے ہو گئے ناکام بھی تم

میں مسیحا ہوں اگر، میرا وظیفہ تم ہو
میں ہوں مجرم تو مری جاں مرا الزام بھی تم

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

کیا ضرورت ہے مجھے درد کے مے خانوں کی
تمہی نشہ، تمہی پیانہ، مرا جام بھی تم

مختلف حیلوں بہانوں سے مجھے سوچتے ہو
ایک دن کھل کے پکارو گے مرا نام بھی تم

یہ سیاست بھی عجب کھیل ہے بھولے پنچھی
یہاں صیاد بھی تم ہو، تو تیر دام بھی تم

جس سے روشن مرا آنگن ہے تمہی ہو وہ چراغ
سچ تو یہ ہے کہ تمہی گھر ہو، درد و بام بھی تم

رات دن تم کو فقط تم کو مجھے سوچنا ہے
میری فرصت بھی تمہی اور مرا کام بھی تم

محبت آخرش ہے کیا.....؟

میں شاعر ہوں تو اکثر لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں
اس حسیں اسرار کے بارے

”بتائیں تو بھلا کیا ہے.....؟“

”محبت آخرش ہے کیا.....؟“

وصی میں ہنس کے کہتا ہوں

کسی پیاسے کو اپنے حصے کا پانی پلانا بھی

محبت ہے

بھنور میں ڈوبتے کو ساحلوں تک لے کے جانا بھی
محبت ہے

کسی کے واسطے ننھی سی قربانی، محبت ہے
کہیں ہم، راز سارے کھول سکتے ہوں مگر پھر بھی
کسی کی بے بسی کو دیکھ کر خاموش رہ جانا

محبت ہے
ہودل میں درد، ویرانی مگر پھر بھی

کسی کے واسطے جبراً ہی ہونٹوں پر ہنسی لانا
زبردستی ہی مسکانا

محبت ہے
کہیں بارش میں سہمے، بھیگتے بلی کے بچے کو
ذرا سی دیر کو گھر لے کے آنا بھی

محبت ہے

کوئی چڑیا جو کمرے میں بھٹکتی آن نکلی ہو
تو اُس چڑیا کو

چنگھے بند کر کے راستہ باہر کا دکھانا
محبت ہے

کسی کے زخم سہلانا
کسی روتے ہوئے کے دل کو بہلانا محبت ہے
کہ میٹھا بول، میٹھی بات، میٹھے لفظ، سب کیا ہے؟

محبت ہے
محبت ایک ہی بس ایک ہی انسان کی خاطر
مگن رہنا

ہمہ وقت اُس کی باتوں، خوشبوؤں میں
ڈولنا کب ہے

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

جس سے بندھے تھے دونوں، وہ غم نہیں رہے ہیں
تم، تم نہیں رہے ہو، ہم، ہم نہیں رہے ہیں

چاہت کے گیت میں ہے کوئی کمی یقیناً
آخر ترے مرے سر کیوں جم نہیں رہے ہیں

محبت صرف اس کی زلف کے بل کھولنا کب ہے
محبت کے ہزاروں رنگ

لاکھوں استعارے ہیں

کسی بھی رنگ میں ہو یہ

مجھے اپنا بناتی ہے

یہ میرے دل کو بھاتی ہے

اب رو رو کے تیرے دکھ میں صحرا سا ہو گیا ہوں
اب آنکھ کے کنارے بھی غم نہیں رہے ہیں

لہجوں کے پیڑ پر ہیں کچھ پھول درد و غم کے
جیون میں اب خوشی کے موسم نہیں رہے ہیں

تو اور سمت میں ہے، میں اور سمت میں ہوں
اُلفت کے راستے اب باہم نہیں رہے ہیں

فکرِ معاش نے تو جذبوں کو روند ڈالا
عاشق و گرنہ ہم بھی کچھ کم نہیں رہے ہیں

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

راہوں میں اب کھڑا ہوں، پھیلائے ہاتھ خالی
غم تھے مرا اثاثہ اور غم نہیں رہے ہیں

تم ہی تھے میری دنیا، تم ہی مری محبت
تم جو نہیں تو دونوں عالم نہیں رہے ہیں

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

اُن کی پیشانیاں چمکتی ہیں
جو محبت کو عام کرتے ہیں

دل کے دالان میں سجا کر یاد
جشن کا اہتمام کرتے ہیں

سوچتے ہیں تجھے وضو کر کے
یوں ترا احترام کرتے ہیں

ہم سے ہی ابتدا ہوئی جاناں
ہم ہی اب اختتام کرتے ہیں

جب کوئی نیک کام کرتے ہیں
جانِ من! تیرے نام کرتے ہیں

تیرے چہرے سے دھوپ لیتے ہیں
تیری زلفوں میں شام کرتے ہیں

کس قدر تنگ ہوں محبت میں
رگ کیسے یہ کام کرتے ہیں

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

یہیں پہ جگنوؤں سے اپنی بات چلتی تھی
کوئی ہنسی تھی جو ہر وقت ساتھ چلتی تھی
یہیں پہ تھا وہ لڑکپن، یہیں کہیں پر تھا

یہیں پہ ماں مجھے سینے لگائے رکھتی تھی
یہیں پہ پاپا نے اک بار کان کھینچے تھے
یہیں بنایا تھا اُستاد نے مجھے مُرغا
شرارت اور نے کی تھی سزا مجھے تھی ملی
میں کتنی دیر کھڑا دھوپ میں رہا تھا
تمام یار مرے، خوش مری سزا پر تھے
مرا وجود تھے گنہگار، کتنے پاجی تھے

یہیں پہ تھا وہ لڑکپن یہیں کہیں پر تھا

Nostalgia.....

یہیں پہ تھا مرا بچپن یہیں کہیں پر تھا
یہیں ہنسا تھا

یہیں پر کہیں پہ رویا تھا
یہیں درختوں کے سائے میں

تھک کے سویا تھا

تھے رتجگے مری آنکھوں میں، یار بلی تھے

یہیں پہ عشق کے موسم دھمال ڈھالتے تھے

یہیں پہ کھیل تھے میرے یہیں گھر وندے تھے

یہیں پہ چوڑیوں سے نام کاڑھ لیتے تھے

یہیں پہ تیلیوں سے رنگ چھان لیتے تھے



یہیں کہیں پہ تو ریخیں اُبھر رہی تھیں مری
 انہی جھروکوں سے کچھ چاند جھانکتے تھے مجھے
 یہیں کہیں پہ وستی خواب دیکھنا سیکھا
 اور اپنے لوگوں کے بارے میں سوچنا سیکھا
 میں جو بھی کچھ ہوں، یہیں ہوں
 اسی جگہ سے ہوں
 یہیں پہ تھا مرا بچپن یہیں کہیں پر تھا



o

چاہے تو کام میں لا، چاہے ٹکما کر دے
 میں ترا ہوں تری مرضی مجھے جیسا کر دے
 تیرا بیمار ہوں ازلوں سے، نہ مر جاؤں کہیں
 اک نظر دیکھ لے مجھ کو مجھے اچھا کر دے
 تجھ سے بس اتنی ہی خواہش مرے مالک کی ہے
 اُس کے دل کو میں لہھا لوں مجھے ایسا کر دے

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

عشق.....

عشق ہوا میں
عشق گھٹا میں

عشق گنگ کے ہر خوشے میں

گلو گلو کرتی امواجی سے پیار جتاتی کوئل میں
ہک ہک کر کے چلتی گاؤں کی سات سریلی چٹکی میں
لمبی سی باریک سی پگڈنڈی میں عشق
بیل کے کانوں سے لپٹی ہوئی

رنگ برنگ جھنڈی میں عشق

جو ترا ہوگا زمانے سے وہ کٹ جائے گا
تو تو جس شخص کو چاہے اُسے تنہا کر دے

ایسا نور آئے کہ دنیا مرا چہرہ دیکھے
تو جو پلکوں کا مرے چہرے پہ سایہ کر دے

وہ خدا تجھ سے فقیروں کی تو سُن لیتا ہے
اُس سے کہنا کہ مجھے عشق میں رُسوا کر دے

مجھ کو دیتا ہے وہ عزت، یہ کرم ہے اُس کا
تیرے بس میں ہوا گر، تو مجھے رُسوا کر دے

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

عشق رچا ہے
 دریا کے پانی میں دیکھو
 ساتھ گھڑے کے سوہنی کے سنگ تیر رہا ہے
 ہیر کے گجرے میں، پوڑے میں
 عشق کائی کے پوڑے میں
 عشق گلوں میں عشق سفر میں
 عشق بجن کی مست نظر میں
 عشق دے رنگے رنگ او بیبا
 عشق دے رنگے رنگ
 عشق دے وکھرے رنگ او ماہی
 عشق دے وکھرے رنگ

گھر کے دروازے پر لگی دل جیسی اس کنڈی میں
 جس میں کسی سستی کا، ہیر کا، جٹی کا
 دل اٹکا ہو

رنگ برنگے بنوں میں

کھلی میں

گئی ڈنڈے میں

چھت پہ پھیلی بان کی چار پائی میں عشق

بوڑھی، جھریوں والی، گالیاں دیتی، روٹیاں چھنڈتی
 شیدے کی مائی میں عشق

بھٹی والی کے دانوں میں

ورد کے ساتھ جو بھٹن جاتے ہیں

کا گاجی کی بولی میں

جو پردیسی کے اون کا کہہ کر

داناؤ نکالچن جاتے ہیں

روپ روپ میں، روم روم میں، رنگ رنگ میں

کاش.....

ہاتھ باندھے ہوئے کھڑے تھے درخت
چاندنی پاؤں پڑ رہی تھی مرے
راستوں پر سکوت طاری تھا
شب کی آنکھوں سے اشک جاری تھے

جگنوؤں نے ہزار منت کی
تنلیاں رنگ سے لبھانے لگیں
خوشبوئیں محفلیں سجانے لگیں
پھول خوشیاں بکھیرنے میں لگن

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

تین شعر

درد کی دل پہ حکومت تھی، کہاں تھا اُس وقت
جب مجھے تیری ضرورت تھی، کہاں تھا اُس وقت

موت کے سُنکھ میں چلا آیا مجھے دیکھنے کو
زندہ رہنے کی مصیبت تھی، کہاں تھا اُس وقت

دل کے دریاؤں میں اب ریت ہے صحراؤں کی
جب مجھے تجھ سے محبت تھی، کہاں تھا اُس وقت

مجھ کو آواز دے رہا تھا گلگن
 سوچتا ہوں یہ گھر کو جاتے ہوئے
 سارا ماحول روکتا تھا مجھے
 سارے موسم مجھے بلاتے تھے
 جب کہ ان سب سے دوستی تھی مری
 میں کسی حال میں نہیں ٹھہرا
 میں کسی طور بھی نہیں مانا
 سوچتا ہوں یہ گھر کو جاتے ہوئے
 تم سے رشتہ نہیں مگر پھر بھی
 تم اگر روکتیں تو رک جاتا
 تم اگر روکتیں تو رک جاتا



اے عشقا.....!

تم اک پارس پتھر ہو
 جس کو چھو لو
 سونا کر دو

سونے جیسا سند کر دو
 میں آوارہ، میں ناکارہ
 میں بے کار
 کاش قلم ہوتا ہاتھوں میں یا ہوتی تلوار
 یا پھر ہاتھ ہنر آگلتا میں ہوتا فن کار



ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

جب بھی وہ شخص وحشی مجھ سے خفا ہو جائے
اک سُنائی مرے سینے میں بپا ہو جائے
دل میں پھر کچھ بھی نہیں ہوگا خلاؤں کے سوا
تو کسی روز اگر مجھ سے جدا ہو جائے

اک احسان کرو ناں مجھ پر
اپنے ہونٹ دھرو ناں مجھ پر
اے عشقا! اے پارس پتھر
میں بے گل ہوں، میں پیتل ہوں
چھو کر مجھ کو
سونا کر دو
سونے جیسا سچا کر دو
اے عشقا! اے پارس پتھر
اے عشقا.....!

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

Scent.....

مہکی مہکی سی ہیں آنکھیں
اُس لمحے سے میری
خواب میں تم نے
ہونٹ رکھے ہیں
جب سے جلتی آنکھوں پر.....

وہ بہت رکھتا ہے چاہت کی نمازوں کا حساب
وہ تو اک سجدہ نہ بخشے جو قضا ہو جائے

تھپکیاں دے کے سلاتی ہے تری یاد ہمیں
نیند جس رات بھی آنکھوں سے خفا ہو جائے

یہ طریقہ ہے محبت کی عبادت کا وحسی
اُس کو چھو لینے سے اک رکن ادا ہو جائے

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

عشق کے باب میں کچھ یوں ہے تمہارا، میرا
فائدے سارے تمہارے ہیں خسارہ، میرا

سکھ جڑیوں پہ اترتے ہوئے اُس نے یہ کہا
غم کے دریاؤں کے ساحل کا کنارہ میرا

ایک شعر

جو دو بھنور ترے گالوں پہ رقص کرتے تھے
دل آج بھی انہی طغیانوں میں رہتا ہے

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

جو اپنی عمر سے آگے نکل رہی ہو تم
تمہیں خبر ہے جوانی میں ڈھل رہی ہو تم

کبھی تمہیں بھی تو دعویٰ تھا سرد مہری کا
کسی کے لمس کو پا کر پگھل رہی ہو تم

بتاؤ کیوں نہیں روکا تھا جانے والے کو
اب ایک عمر سے کیوں ہاتھ مل رہی ہو تم

گر پیادہ بھی کوئی جیت کے نکلا تو ترا
اور بازی میں کوئی شاہ بھی ہارا، میرا

دل بھروسا جو بہت کرنے لگا ہے اُس پر
مجھ کو اک روز ڈبوئے گا، سہارا میرا

جیتنے والے سبھی تیرے طرف وار ہوئے
اور اس کھیل میں جو بھی کوئی ہارا، میرا

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

”کچھ نہ سمجھے خدا کرے.....“

جی میں آتا ہے کوئی تازہ محبت کر لیں
رات اُن مرمریں ہاتھوں کی، لکیریں دیکھیں
اُس کے ماتھے پہ تقدس بھرے بوسے دے کر
اُس کی پلکوں پہ سچے خواب کو تعبیر کریں
کچھ نئے شکوے، ادائیں نئی تحریر کریں

ۛ جو والدین نے تم سے کہا وہ مان لیا
اب اپنی آگ میں چُپ چاپ جل رہی ہو تم

ہمارے دل کا کھلونا تمہی نے توڑا تھا
اب اس کھلونے کی خاطر مچل رہی ہو تم

تمہیں گماں ہے کہ میں جانتا نہیں کچھ بھی
مجھے خبر ہے کہ رستہ بدل رہی ہو تم

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

ہوں نئی طرز کے جھگڑے، ہوں الگ پیار کے ڈھنگ
نئی باتوں کے تاثر، نئے جذبات کے رنگ
جی میں آتا ہے کوئی تازہ محبت کر لیں

اُس کی عادات میں ڈھلتے ہوئے عادت بدلیں
اُس کی خاطر کہیں نفرت کہیں چاہت بدلیں
اُس کے ہوتے ہوئے منزل کا سفر بدلے گا
جیت کا، ہار کا، ہر ایک ہنر بدلے گا
جی میں آتا ہے نئی شوخ کے پہلو سے لگیں

جی میں آتا ہے کوئی تازہ محبت کر لیں

پھر نئی زلف کے سائے میں گزاریں راتیں
پھر نئی آنکھ میں معصوم سے پیاں باندھیں
پھر نیا جسم نئی خو، نئے انداز کے گیت
پھر نئی چال پہ غزلیں کہیں، نظمیں لکھیں

پھر نئے ہونٹوں کو زخار کو تصویر کریں
جسم کے زاویے جدت میں بھگو کر دیکھیں

جی میں آتا ہے کوئی تازہ محبت کر لیں
روح میں اترے کسی تازہ محبت کی پُھوار
وہ مگر تُو، وہ مگر تُو، وہ مگر تُو مرے یار

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

o

اب کوئی یار ہے نہ بھلی ہے
زندگی درد کی سہیلی ہے

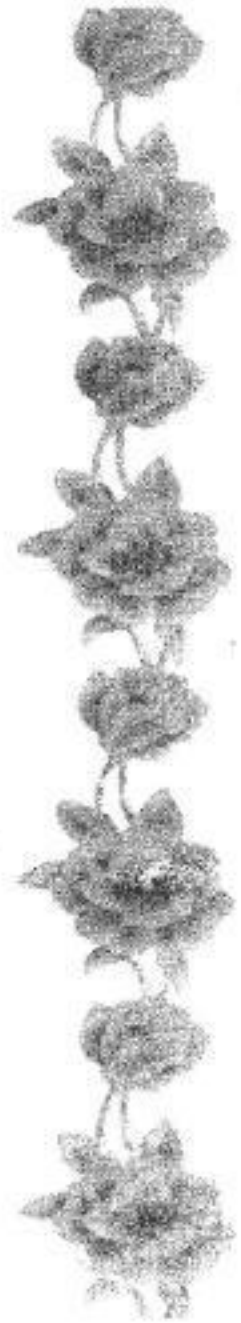
اُنھنے جوگا نہیں ہے تیرے بعد
دل نے تکلیف ایسی جھیلی ہے

Design Defect

میرے سورج.....!

تری زمین ہوں میں
کوئی موسم ہو تیرے گرد مجھے
گھومنا ہے

میرا تو کام ہی تیرا طواف کرنا ہے.....



Enough....!

خوف کر کچھ خدا کا

مجھ سے تو

زندگی.....!

کتنے جھوٹ بولے گی.....؟

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

شام سے اس لیے محبت ہے
تیری یادوں کے ساتھ کھیلی ہے

مضطرب کیوں نہ ہو شبِ ہجراں
درد کی گود میں اکیلی ہے

کوئی بتلائے خواب کا مفہوم
رات ہے، سانپ ہے، چنبیلی ہے

ان لکیروں میں تو نہیں تو وحی
کتنی ویران یہ ہتھیلی ہے





ایک شعر

میری اقدار نے رو کے رکھا
زندہ نرغون تو ہے مجھ میں بھی

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

○

ہم ترے بھر میں اندر سے بکھر جاتے ہیں
زندہ لگتے ہیں مگر اصل میں مَر جاتے ہیں

جب کبھی بوتا ہے ہنس کے کسی اور سے تُو
کتے نخر مرے سینے میں اتر جاتے ہیں

تیری یادوں کی ”اگر بتیاں“ جل اٹھتے ہی
ہم ترے درد کی خوشبوؤں سے بھر جاتے ہیں

ہم سے آوارہ پھرا کرتے ہیں گلیوں میں کہیں
شام ہوتے ہی وحشی لوگ تو گھر جاتے ہیں



ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

ساتھ غیروں کے نظر آؤ تو جی گڑھتا ہے
کیا کہیں کیسی اذیت سے تمہیں دیکھتے ہیں

جھونکی پڑتی ہے یہ جان عذابوں میں ہمیں
کون کہتا ہے سہولت سے تمہیں دیکھتے ہیں

جانے کیا لکھتے ہو کیا سوچتے رہتے ہو وحی
رات کو جب بھی کبھی چھت سے تمہیں دیکھتے ہیں

کون کہتا ہے، شرارت سے تمہیں دیکھتے ہیں
جان من ہم تو محبت سے تمہیں دیکھتے ہیں

تم کو معلوم نہیں تم ہو مقدس کتنے
دیکھتے ہیں تو عقیدت سے تمہیں دیکھتے ہیں

دیکھ کے تم کو کسی اور کی یاد آتی ہے
ہم کسی اور ہی نسبت سے تمہیں دیکھتے ہیں



کیا ہے تنہا یوں نے، بے چین مجھ کو اور بے قرار تو بھی
مجھے بھی ہے دوستوں کی خواہش، اکیلے پن کا شکار تو بھی

مری بھی آنکھیں لگی ہیں، ت سے چوکنوں پہ اے جانِ جاناں
ترے بھی لبے میں ہیں، ت میں ہیں نہ اپنا اک انتظار بھی



یہ تیرے رستوں سے کانٹے چنتے مری تو پوریں ہی چھد گئی ہیں
کبھی تو میرے نصیب کی زلف اپنے ہاتھوں سنوار تو بھی

ترے لیے آنکھ میں ابھرتی ہر ایک خواہش کا خوں کیا کہ
کبھی تو اپنی خوشی کا لمحہ کرے گا ہم پر ثار تو بھی

نبجھا نبجھا سا ہوں جانِ جاناں خموش ہوں تجھ سے دور رہ کر
مری جدائی میں بھول بیٹھا ہے، اپنے سولہ سنگھار تو بھی

Sun Set Point

کجھیل کے آخری کنارے پر
وہ جہاں شام ڈوب جاتی ہے
آخری بار آ کے مل جاؤ
آخری بار جو آؤ ملنے
تم اسی رنگ کے کپڑے پہنو
جس کو اب سے کئی برسوں پہلے
پہنے آئی تھیں، یہ کہنے مجھ سے
دل کی گہرائی سے چاہت ہے تمہیں
بے پناہ مجھ سے محبت ہے تمہیں
تم کو معلوم نہیں ہے شاید

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

وہ جو کپڑوں کے سبھی رنگ تھے اے جان جہاں
میرے جیون کے شب و روز میں در آئے تھے
آخری بار جو آؤ
تو اسی رنگ کے کپڑے پہنو
اور اسی ڈھنگ سے دیکھو مجھ کو
جس میں امیدیں تھیں چاؤ تھے
محبت کے جہاں بستے تھے
آخری بار جو آؤ، وہی تحفہ لاؤ
وہ جو اس پہلی ملاقات پہ تم لائی تھیں
اپنی چاہت کا مہکتا تحفہ
نرم ہونٹوں کا دبکتا تحفہ
آخری بار کچھ اس طرح سے ملنے آؤ
کہ کہیں آنکھ میں، لب پر
کوئی ویرانی نہ ہو

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

ایک شعر

وہ جسے نیند کہا کرتے ہیں سب، چین کی نیند
وہ ترے بعد کبھی آنکھ میں اُتری ہی نہیں

میں بھی ویسے ہی ملوں گا اُنہی جذبوں کو لیے
جن سے اس دل کے کبھی بندھن تھے
جو کبھی مجھ میں بہت روشن تھے
جھیل کے آخری کنارے پر
وہ جہاں شام ڈوب جاتی ہے
آخری بار جوں کر مجھے واپس لوٹو
تو کچھ اس طرح سے لوٹو جاناں
کتنی ہی صدیوں کے جذبات میں آباد رہے
مرتے دم تک یہ ملاقات ہمیں یاد رہے

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

کتنے لاچار تھے، کتنے بے بس تھے ہم
ہاتھ ملتے رہے، ڈھول بجتا رہا

رقص میں تھے میحاً مرے دم بہ دم
دل تڑپتے رہے، ڈھول بجتا رہا

12 مئی 2007ء

اشک گرتے رہے، ڈھول بجتا رہا
لوگ مرتے رہے، ڈھول بجتا رہا

رونقیں لگ گئیں، روشنی بڑھ گئی
خواب جلتے رہے، ڈھول بجتا رہا

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

اولاد

میری ماں

میں جس کی خاطر

ہنتے ہنتے اپنی جان بھی دے سکتا ہوں

جس کی ڈانٹ اور جس کی مار

اثاثہ ہے میرے جیون کا

وہ ماں بھی

میرے بچوں کو ڈانٹتے تو

میں چپ رہتا ہوں

کچھ نہیں کہتا

کہہ نہیں سکتا

ماں ہے میری

لیکن سچ ہے میری ماں بھی

جس کی خاطر

ہنتے ہنتے اپنی جان بھی دے سکتا ہوں

میرے بچوں کو ڈانٹتے تو

جانے کیوں اچھا نہیں لگتا.....

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

میں سب زمانوں کی تاریخ پڑھ چکا ہوں مگر
جہان بھر میں ترمی ایک بھی مثال نہیں

ملا ہے جو بھی، ملا، ماں تری دعاؤں سے
قسم ہے، اس میں مرا ذرہ بھر کمال نہیں

مگر وہ عام سی لڑکی ہی ڈھونڈتا ہے یہ دل
مگر میں جبکہ حسینوں کا کوئی کال نہیں

تمہارے نام پہ نکلے ہیں، سرخرو کرنا
نہیں ہے تیغ کوئی پاس کوئی ڈھال نہیں

ہر ایک ظلم سہیں گے بدن کے جلنے تک
اگرچہ ہم میں کوئی حضرتِ بلا نہیں

جہان بھر میں کسی کو مرا خیال نہیں
تمہارے بعد یہاں میرا کوئی حال نہیں

جو مر چکے ہیں تمہیں ان کی فکر ہے لیکن
جو مر رہے ہیں تمہیں ان کا کچھ ملال نہیں

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

وہ تیرا یار پرانا ہے کوئی بات اس کی
اگر بڑی بھی لگے تو اُسے اچھا نہیں

تمہارے سرد رویے نے مشکلیں حل کیں
تمہیں بھلانے میں میرا کوئی کمال نہیں

سب اپنی اپنی اناؤں کی قید میں ہیں جی
یہاں کسی کو کسی کا ذرا خیال نہیں

تمہارے دُسن کی ہیبت سبھی پہ طاری ہے
تمہارے آگے کسی کی کوئی مجال نہیں

تمہارے ہوتے ہر اک لمحہ ہر صدی تھی مری
تمہارے بعد کوئی سال میرا سال نہیں

ہے کوئی جھانکنے والا اداس آنکھوں میں
یہ آنکھیں جن کے لبوں پر کوئی سوال نہیں

یہ کس کے غم میں تری آنکھ آج بھر آئی
اگر میں پوچھ ہی بیٹھا ہوں تجھ سے، نال نہیں

ہر اک کمال کو آخر زوال دیکھنا ہے
ہے ایک عشق کا سورج جسے زوال نہیں



نھیں لگے گی ارمٰنوں کو، دھیرے سے
میز پہ رکھنا پیمانوں کو دھیرے سے

اُن پلکوں کا جھپکی لینا یاد رہے
بند کرو جب مے خانوں کو دھیرے سے

یار کی باتیں درد بڑھائے دیتی ہیں
آج پلانا دیوانوں کو دھیرے سے



آگ سے جب تم کھیلو گے، جل جاؤ گے
کان میں کہہ دو پروانوں کو، دھیرے سے

جشن کے عالم میں تو ان کو بھول نہ جا
گلے لگا لے دیوانوں کو دھیرے سے

بے صبری عشاق کا شیوہ کب ٹھہرا
کرنا چاک گریبانوں کو دھیرے سے

اس محفل کے اپنے ہیں آداب وصی
باہر کر دو فرزانوں کو دھیرے سے

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI



ایک شعر

تم کو معلوم تو ہو گی یہ کرامت اپنی
سنگ مرمر پہ دھرو پاؤں تو مخمل کر رہو

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

دل.....

ٹشو پیپر کی طرح لوگ سمجھتے ہیں اسے
ایک پل ساتھ رکھا

پھینک دیا.....





Monolouge.....!

میں نے اس دل سے کچھ سوال کیے؟

دل نے مجھ سے کہا مرے معصوم
چاند دن میں نہیں نکل سکتا
رات میں کام کیا ہے سورج کا



دور تک بے کراں سمندر کا
چلتا پانی رکا نہیں کرتا
کوئی صحرا بہا نہیں کرتا
تم تو شاعر ہو کچھ بھی کہہ لو مگر
تتلیاں رات میں چمکتی نہیں
دن میں جگنو کھلا نہیں کرتا

خار کو خار بن کے رہنا ہے
ایک آزار بن کے رہنا ہے
ریت میں پھول کھل نہیں سکتے
کوئی بادل جلا نہیں کرتا
دھند میں روشنی نہیں ہوتی
دشت میں راستہ نہیں ملتا

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

تین شعر

جو بھی دیوار ہے رستے میں گرا کر رو لیں
آؤ اک دو بجے کو سینے سے لگا کر رو لیں

سامنے تھو ہے تو ہم دل میں بھی رو سکتے ہیں
یوں کریں ہم تجھے باتوں میں لگا کر رو لیں

تیرے آنے سے یہ ناراض رہا کرتے ہیں
جی میں ہے آج ہر اک غم کو مٹا کر رو لیں

میں نے لیکچر طویل سن کے وحشی
پھر کبھی دل سے یہ نہیں پوچھا
وہ تجھے یاد کیوں نہیں کرتا
تو اُسے بھول کیوں نہیں جاتا

تو اُسے بھول کیوں نہیں جاتا

ازل سے.....!

محبت کی فضاؤں کے

خلا

کیوں پر نہیں ہوتے

ازل سے.....؟

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

LAST E-MAIL

یہ نام لے کے تراپو چھتے ہیں کیا کیا کچھ
میں ڈر رہی ہوں کہیں مجھ سے ”ہاں“ نہ ہو جائے

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

یہ تیری آنکھوں پہ حلقے سے پڑ گئے کیسے
مجھے تو تُو نے کہا تھا کہ تُو بھلا دے گا

نکال لایا ہے الزام پھر پرانے تُو
یہ ہم نے طے بھی کیا تھا کہ تُو بھلا دے گا

کچھ اس لیے بھی کہ اک تل تھا تیری آنکھوں میں
مجھے تو تب بھی پتا تھا کہ تُو بھلا دے گا

o

تری جبیں پہ لکھا تھا کہ تُو بھلا دے گا
سو میں بھی بھانپ گیا تھا کہ تُو بھلا دے گا

ہر ایک شخص سے لڑتا رہا میں تیرے لیے
ہر اک نے مجھ سے کہا تھا کہ تُو بھلا دے گا

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

مت کہو کہ یہ قافلہ نوحہ گراں ہے
ماحول کی زردی ہے جو چہروں پہ عیاں ہے

ہر روم مرا چیخ رہا ہے شبِ فرقت
ایسے میں مرے یار ترا پیار کہاں ہے

بدلی ہے نہ بدلے گی تری سرد نگاہی
جلتے ہوئے سینے میں وہی آہ و فغاں ہے

شرارت.....!

جس کروٹ لیئے تھے ہم تم
چاند تمھاری پیشانی کو چوم رہا تھا
دیکھو جاناں.....!

چاند وہاں سے ہجرت کر کے

پیروں تک آپہنچا ہے

سو جاؤ اب

باقی باتیں کل کر لیں گے

میرا کیا ہے

لیکن چاند کو سونا ہوگا



ہجر کا ناگ تو پتھر گھائل کر دیتا ہے
سونے جیسے شخص کو پیتل کر دیتا ہے

میرے عشق میں شاید کوئی کمی ہوئی ہو
تیرا حسن تو اب بھی پاگل کر دیتا ہے

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں



ایسی لذت کہیں نہیں ملتی، شاید وہ
اپنا پیار بھی چائے میں حل کر دیتا ہے

دل میرا ویران ہوا تو حیرت کیسی
ہجر کا زہر تو دریا کو تھل کر دیتا ہے

مجھ ضدی کو رب بھی راضی کر نہ پائے
لیکن تیری آنکھ کا کاجل کر دیتا ہے

تیرے لمس کا جادو بھی کیسا جادو ہے
جس کو چھو لے اُس کو صندل کر دیتا ہے



دو شعر

منکشف ہوتی ہے ہر روز کوئی بات نئی
روز گھلتا ہے ترا پیار بھی سازش کی طرح

نرم ٹہنی پہ نئے پھول کی صورت ہوں وحشی
آ مجھے توڑ کے رکھ دے کسی بارش کی طرح

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں



تیرا چہرہ ہر چہرے پر چھا جاتا ہے
یہ منظر ہر منظر اوجھل کر دیتا ہے

آنکھ کے ریگستان کو تیری یاد کا بادل
چھو جائے تو پل میں جل تھل کر دیتا ہے



شک

موبائل کی بیل بھتی ہے
اور تم جاناں.....!
گھر کے اُس کونے میں، جس میں
سب سے بڑھ کر

سب سے واضح
Signals فون پر آتے ہیں



اُس کونے میں کھڑے ہوئے بھی
کیوں کہتے ہو
”صاف نہیں ہے کچھ آواز“
پھر باہر یا چھت پر جا کر
گھنٹوں گھنٹوں
کس سے باتیں کرتے ہو..... تم

کون ہے وہ.....!



ایک معصوم تقدس میں بھگویا ہوا لمس
کتنا پاکیزہ ہے احساس میں دھویا ہوا لمس

یہ ترے جسم کی خوشبو کا سنہرا احساس
جس طرح چاند کے ہالے میں پرویا ہوا لمس

اُس کے ہونٹوں کو میں چھو لوں تو گماں ہوتا ہے
جیسے جنت کے گلابوں میں ڈبویا ہوا لمس



تب کہیں جا کے گھلی مجھ پہ حسینوں کی زباں
جب شب وصل مرے جسم سے گویا ہوا لمس

جو مری روح میں اترے ہی چلے جاتے ہو
اک نئے رنگ میں ابھرے گا یہ بویا ہوا لمس

بھینی خوشبو میں بسا وصل میں بھیگا بھیگا
کتنا معصوم ہے پہلو میں یہ سویا ہوا لمس

تشنگی آن بسی ہے مری پوروں میں وحشی
دھونڈتا پھرتا ہوں مدت سے میں کھویا ہوا لمس

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI



میں ترے لب پہ ہوں دیرینہ شکایت کی طرح
یاد رکھا ہے مجھے تو نے عداوت کی طرح

چاند نکلے تو مرا جسم مہک اُٹھتا ہے
روح میں اُتری ہوئی تازہ محبت کی طرح

تیری خاطر تو کوئی جان بھی لے سکتا ہوں
میں نے چاہا ہے تجھے گاؤں کی عزت کی طرح

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

گھل رہی ہے مرے دیرینہ مسائل کی گرہ
میرے ماحول میں اُترا ہے وہ برکت کی طرح

اب ترے ہجر میں کچھ لطف نہیں ہے باقی
اب تجھے یاد بھی کرتے ہیں تو عداوت کی طرح

تم مری پہلی محبت تو نہیں ہو لیکن
میں نے چاہا ہے تمہیں پہلی محبت کی طرح

وہ جو آتی ہے تو پھر لوٹ کے جاتی ہی نہیں
تم لپٹ جاؤ کبھی ایسی مصیبت کی طرح

میرے دل میں کوئی معصوم سا بچہ ہے وحی
جو تجھے سوچتا رہتا ہے شرارت کی طرح



18 اکتوبر 2005

تمنا ہوئی دل میں بیتاب پھر سے
بہنیں بیٹھ کر کچھ نئے خواب پھر سے
پرندوں کی خوابوں کی چہکار بانٹیں
محبت کی، چاہت کی مہکار بانٹیں

چلو درد بانٹیں، چلو پیار بانٹیں
جو تقدیر نے جسم و جاں پر، زمیں پر
اُگائے، بچھائے ہیں زخموں کے کانٹے
انہیں حوصلوں، جذبوں اور ولولوں سے
محبت کی پوروں سے ہم مل کے چھانٹیں

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

ONE-URDU FORUM.COM © SCANNED PDF By HAMEEDI

Impossible....!

جتنی دعائیں آتی تھیں
سب مانگ لیں ہم نے
جتنے وظیفے یاد تھے سارے
کر بیٹھے ہیں
کئی طرح سے جی دیکھا ہے
کئی طرح سے مر بیٹھے ہیں
لیکن جاناں.....!
کسی بھی صورت

تم میرے ہو کر نہیں دیتے.....!

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

جوسورج بدن میں غروب ہو چکا ہے
اسے یاد رکھ کر

جوسورج نکلنے کو ہے آج کی صبح

چلو اس کی کرنوں کی امید تھا میں

چلو اپنے ذمے کی اینٹوں کو چن لیں

جو تعمیر کرنی ہے

دیوار بانٹیں

چلو درد بانٹیں، چلو پیار بانٹیں

پرندوں کی، خوابوں کی چہکار بانٹیں

محبت کی چاہت کی مہکار بانٹیں

چلو درد بانٹیں

چلو پیار بانٹیں

محبت کی چاہت کی مہکار بانٹیں

چلو درد بانٹیں، چلو پیار بانٹیں

ندی بہہ رہی ہے، فضا بہہ رہی ہے

وہ دیکھو تو دریائے گنہار پر اور

دریائے جہلم پہ امید کی دھند سرگوشیوں میں

پرندوں کی چہکار سے کہہ رہی ہے

درختوں پہ پھل ہیں، ہمارا یہ گل ہیں

جو مٹھی میں پل ہیں

انہی کو بچالیں، انہی کو سنبھالیں

چلو عزم و ہمت کی پتوار بانٹیں

چلو درد بانٹیں، چلو پیار بانٹیں

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

○

چڑھا ہوا تھا جو دریا اتر گیا کب کا
تمہارے چاہنے والا تو مر گیا کب کا

نہ میری روح مری ہے نہ میرا جسم مرا
ترا وجود تو مجھ میں اتر گیا کب کا

وہ ایک شخص جو سب کو سنبھالے رکھتا تھا
تمہیں خبر ہی نہیں ہے بکھر گیا کب کا

دو شعر

دل جو ٹوٹا تو دل کے کونوں سے
تیری میری نشانیاں نکلیں

ٹو گیا ہے تو میرے یاروں میں
کیسی کیسی کہانیاں نکلیں

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

مرے نصیب میں پھر یہ بہار ہو کہ نہ ہو
نہ جانے پھر وہ مرا نغمہ گسار ہو کہ نہ ہو

یہی بہت ہے کہ اک شخص چین پا جائے
بھلے درخت بہت سایہ دار ہو کہ نہ ہو

اسی گماں نے کبھی لوٹنے دیا نہ مجھے
نہ جانے اُس کو مرا انتظار ہو کہ نہ ہو

تُو جس کے وعدوں کو دل سے لگائے بیٹھا ہے
وہ اپنی بات سے پیارے مگر گیا کب کا

وہی میں عشق میں رو بھی چکا ہوں مَر بھی چکا
خُددِ جسم سے میں تو گزر گیا کب



مگر یہ طے ہے کہ میں اُس کے غم میں رہتا ہوں
مرے لیے وہ بھلے بیقرار ہو کہ نہ ہو

میں دھوپ بن نہیں سکتا وحی کسی کے لیے
مرے لیے کوئی ابر بہار ہو کہ نہ ہو



تین شعر

محبّتوں میں یہی خوف کیوں مُسلط ہے
مرے سوا بھی کسی سے اُسے محبت ہے

ہمارے دل نے تمہیں ایسا مُحترم جانا
تمہاری یاد کا آنا بھی اک سعادت ہے

اُسے بھی لوگ وحی بھول بھول جاتے ہیں
ہمیں بھی یاد نہ رکھنے کی خوب عادت ہے



مجھے اُس سے محبت ہے
مگر کیسے کہوں اُس سے
وہ میری بات کو سنجیدگی سے
کم ہی لیتی ہے
ہر اک پل مسکرانا
کھلکھلانا
دوستوں پر فقرے گنا
نت نئے معصوم منصوبے بنانا

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI



شوخی چنچل ہر گھڑی تازہ شرارت میں بہت مصروف رہتی ہے
مگر اک اور خدشہ بھی ہے جو مجھ کو
مرے اظہار سے اقرار سے خود روکے رکھتا ہے
کہ مجھے خواب بننے کھیلنے کا وقت ہے اُس کا
مری چاہت
کہیں معصومیت نہ چھین لے اُس کی
سدا سے ہم نے دیکھا ہے
محبت آدمی کو اس قدر سنجیدہ کرتی ہے
کہ پھر محفل، تماشے، کھیل اُس کو بوجھ لگتے ہیں
میں ڈرتا ہوں
کہیں یہ بھولپن اُس کا



ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

Passionate Belief

ننگے پاؤں سفر کیا اور
بیت اللہ کو سامنے پا کر
حاضر ناظر جان کے رب کو
حجر اسود چھو کر میں نے
اپنی انگلی کی پوروں سے

یہ ہر پل، چھپانا، مسکرانا سب
مرے اظہار سے سنجیدگی میں نابدل جائے
کہیں اُس شوخ کو بھی روگ کوئی، پُپ نہ لگ جائے
مجھے اُس سے محبت ہے
مگر
کیسے کہوں اُس سے





حفظِ ماتقدم

نئے نئے بہرِ پوکھائے

جی بھر کے وہ مجھے ستائے

میرا کیا ہے

میں بنجر ہوں

میری آنکھوں کی یہ پتلی خشک پڑی ہے

کیونکہ میں نے سارے آنسو پی کر

اُس سے عشق کیا تھا.....!



ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

کعبے کی دیوار پہ جاناں.....!

رب کے نام، وفاؤں کا پیغام لکھا ہے

اپنا تیرا نام لکھا ہے

کیسے کوئی ہم کو جدا اب کر پائے گا

درِ جدائی اپنی موت ہی مر جائے گا

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

○

زَر کی ناموس کی رسموں سے بغاوت کر کے
کچھ نہیں پائے گا وہ مجھ سے محبت کر کے

بَین کرتی ہوئی آنکھیں یہ پریشاں زلفیں
اور کیا چاہتے ہو اُس سے محبت کر کے

پُھول تو پُھول ہیں رنحوں کے بھی نخرے ہیں یہاں
ہم نے دیکھا ہے بہت ان کی عبادت کر کے

دو شعر

پُو منا کیا اُسے آنکھوں سے لگانا کیسا
پھول جو کوٹ سے گر جائے اٹھانا کیسا

اپنے ہونٹوں کی حرارت سے جگاؤ مجھ کو
یوں صداؤں سے دم صُبح جگانا کیسا

جو کسی جبر پہ ہونٹوں کو سیا کرتے ہیں
ظلم کرتے ہیں وہ ظالم کی حمایت کر کے

دل کے صحراؤں کی ویرانیاں جاتی ہی نہیں
تیری یادوں نے بھی دیکھا یہاں ہجرت کر کے

وہ مرے ہجر کو بھی کھیل سمجھتا ہے وہی
لوٹ جائے گا کسی روز شرارت کر کے

O

میرے لہجے میں جو آنسو سے اتر آئے ہیں
کتنے برسوں کے ستم آنکھ میں در آئے ہیں

تم گئے تھے، تو یہ دہلیز نہ دیکھی تھی کبھی
آج تم آئے تو ہم لوٹ کے گھر آئے ہیں

جانے تنبیہ کہ دھمکی کہ بشارت ہے کوئی
میرے آنگن میں جو ٹوٹے ہوئے پر آئے ہیں

اب ہمیں خوف ہے جینے کا نہ مرنے کا
تیری چوکھٹ سے جو آئے ہیں تو، مر آئے ہیں

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

ایمان.....

وقت چلتا ہی رہا کرتا ہے
رکتا تو نہیں

لوگ ملتے ہیں
نچھڑ جاتے ہیں

پھر ملتے ہیں

راستے ہاتھ نہیں آتے کبھی

اور کبھی پیروں سے آ آ کے لپٹ جاتے ہیں

یونہی اک آس سی رہتی ہے ہمیں
ممکن ہے

انہی رستوں پہ اچانک یونہی چلتے چلتے
کل نہیں آج نہیں آج تو کل

دل کی دھرتی پہ کسی روز کھلو گے تم بھی
دل یہ کہتا ہے کہ اک روز ملو گے تم بھی



ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

تیرے باعث ہی تو سکتے کا ہے عالم طاری
خود کو ناراض کیا تجھ کو منانے کے لیے

آج پھر شام گزاری ہے اُسی جنگل میں
اُن درختوں سے ترا نام مٹانے کے لیے

رہنہ کرتے ہیں جو لوگ اُن کو دکھانے کے لیے
لوٹ آؤ نا مرے یار زمانے کے لیے

اس لیے بھی تری تصویر جلا دی میں نے
اور کچھ تھا ہی نہیں دل کو جلانے کے لیے

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

Strange....!

بارہا ایسے لگا

جیسے تراہا تھا

میرے بالوں کو چھوا ہو

تو نے کچھ مجھ سے کہا ہو لیکن

رات بھر روٹھا رہا

تو نے منایا ہی نہیں.....!

o

پُچھتا ہے چاند جس طرح بادل کی اوٹ میں
یوں مُسکرا کے پُچھ گئی آنچل کی اوٹ میں

میں اُس کے دل میں جھانک کے ڈر سا گیا وصی
لگتا تھا کوئی سانپ ہے صندل کی اوٹ میں



ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

وہ مجھے چھوڑ گیا تھا کسی رنگینی میں
وہ جو اب ڈھونڈتا رہتا ہے خرابوں میں مجھے

تم نے اک عمر کیا ہے نظر انداز وصی
اور اب ڈھونڈتے پھرتے ہو سراپوں میں مجھے

ضروب و تقسیم وصی عشق میں لا حاصل ہے
جانے کیوں کھوجتے رہتے ہو حسابوں میں مجھے

سانپ ہی سانپ نظر آتے ہیں خوابوں میں مجھے
زندگی گھیرنے والی ہے عذابوں میں مجھے

ایک تصویر تھی اور وہ بھی کہیں گم کر دی
عمر بھر ڈھونڈنا اب اپنی کتابوں میں مجھے

جب سے اُترا ہے ترے درد کا نشہ مجھ میں
لطف آتا نہیں دنیا کی شرابوں میں مجھے



De Beers

جگمگ جگمگ روشن کرتے
ہیروں کے شوروم پہ جاناں!
تم نے یہ اک بار کہا تھا
اصل کی اتنی پرکھ ہے تم کو
چھوئے بنا بس دیکھ کے ان کے
کیرٹ تک بتلا سکتی ہو
یاد ہے تم کو
تم نے کہا تھا

ہیرے تم کو بے حد Haunt کیا کرتے ہیں

استنہ زیادہ



کہ ان ہیروں کی خاطر تم
کچھ بھی، کچھ بھی کر سکتی ہو
کسی بھی شے کی قربانی دے سکتی ہو تم
اور آخر میں جاناں! تم نے
اپنے کہے کو سچ کر ڈالا
لیکن جاناں!
سچے ہیرے کی تم پھر بھی
کر نہ سکیں پہچان
اور میری ہیروں سے بڑھ کر
اصلی، سچی قیمتی چاہت کو بھی تم نے
کر ڈالا قربان
اصلی ہیرے جانچنے والی
تم نکلیں نادان!.....



کتنے موسم تھے جو دے کر مجھے طعنے گزرے
تم تو کہتے تھے کہ اک سال میں آ جاؤں گا میں

سُر میں آ جائے گا جیون ترے آ جانے سے
تیرے آنے سے کسی تال میں آ جاؤں گا میں

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

تیری آنکھوں کے حسیں جال میں آ جاؤں گا میں
مجھ کو لگتا ہے تری چال میں آ جاؤں گا میں

زندگی بعد ترے ہونا تھی مشکل لیکن
یہ نہ سوچا تھا کہ اس حال میں آ جاؤں گا میں

دیکھ کر اُس کو مجھے یاد کرے گی دُنیا
ایک دن اُس کے خد و خال میں آ جاؤں گا میں



ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

منہی سی فرمائش

چاند نکلا ہے آؤ

آج کی رات

اتنی باتیں کریں کہ تھک جائیں.....!

o

دیا دیے سے جلا لوں تو چّین آئے مجھے
تمہیں گلے سے لگا لوں تو چّین آئے مجھے

محبّتوں کے صحیفے ہیں یا عذاب کوئی
ترے خطوط جلا لوں تو چّین آئے مجھے

جو گر رہا ہے زمانہ مری سرشت نہیں
کسی کے خواب پڑانا مری سرشت نہیں

کروں گا رقص میں شب بھر تمہاری یاد کے ساتھ
اکیلے ہجر منانا مری سرشت نہیں

مرے لیے جو دعاؤں کے پھول چنتا ہو
اسی پہ انگلی اٹھانا مری سرشت نہیں

میں گھر بلا کے اُسے سوپ دوں گا اپنا آپ
پر اُس کے دام میں آنا مری سرشت نہیں

کسی کے زخم پہ مرہم بھلے نہ رکھ پاؤں
کسی کو زخم لگانا مری سرشت نہیں

میں جس کی یاد میں رو رو کے صُبح کرتا تھا
اسی کو دل سے بھٹانا مری سرشت نہیں

جو حرف حرف میرے جسم و جاں میں شامل ہیں
وہی خطوط جلانا مری سرشت نہیں

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

جو بے سبب ہی وحشی روٹھ کر گیا مجھ سے
اُسی کو جا کے منانا مری سرشت نہیں

میں ساری عمر جسے پوجتا رہا ہوں وحشی
اُسے نظر سے گرانا مری سرشت نہیں

جہاں جہاں میں تجھے ساتھ لے کے گزرا تھا
وہیں پہ لوٹ کے جانا مری سرشت نہیں

جو خار پاؤں میرے چومنے کو ہے چناب
وہ خار رہ سے ہٹانا مری سرشت نہیں

میں جب بھی شہر میں آیا تمہارے پاس رہا
کہیں بھی اور ٹھکانا مری سرشت نہیں

نماز پڑھ کے ترے غم گلے لگا لوں گا
اکیلے عید منانا مری سرشت نہیں

ہر ایک آنکھ میں سچائیاں اُنڈیلتا ہوں
کسی کو خواب دکھانا مری سرشت نہیں



مجھے جنگل پسند آتے ہیں

جانِ من

گھنے جنگل

مری ان بستیوں، شہروں سے دور

گھپ گھنیرے

راز میں ڈوبے ہوئے جنگل

گھنے جنگل

مجھے جنگل پسند آتے ہیں جانِ من گھنے جنگل

کہ جس کا سکھ چلتا ہے

چلو.....

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI



جو طاقتور ہے حاوی ہے

ہر اک شے پر اسی کا فیصلہ ہے جو بھی تگڑا ہے

یہ میرے شہر اور یہ بستیاں میری

یہاں طاقت تو چلتی ہی ہے پر

طاقت سے بڑھ کر سازشوں کا حکم چلتا ہے

مجھے جنگل پسند آتے ہیں جانِ من گھنے جنگل

کہ طاقت کا تو اپنا خاص اک انداز ہوتا ہے

زباں ہوتی ہے اور کچھ ضابطے

اور کچھ اصولوں میں بندھی ہوتی ہے طاقت بھی

مگر سازش

مرے شہروں مری ان بستیوں پر زور ہے جس کا

کہ جس کا سکھ چلتا ہے

وہ سازش ہے



ایک شعر

کتنی سردی ہے پاس کچھ بھی نہیں
آؤ اک دوسرے کو اوڑھ لیں ہم

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

تو اس سازش کا کوئی ضابطہ، آئین یا قانون
اس کا کچھ نہیں ہوتا

کہ سازش اصل میں طاقت سے بھی

بدتر ہے

گمتر ہے

یہی افسوس ہے مجھ کو

میری ان بستیوں پر سازشوں کا حکم چلتا ہے

تبھی تو بستیوں شہروں سے دل بیزار رہتا ہے

مجھے جنگل پسند آتے ہیں

جان جاں!

گھنے جنگل.....

چلو جنگل کو چلتے ہیں.....!



ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

کیوں یہ تکراری ہونے لگی ”میں“ کی جاناں
وہ جو ہم تم میں تھا، اک ”ہم“ مجھے واپس کر دو

جتنی خوشیاں ہیں وہ رکھ لو مری جانب سے وصی
میری آنکھوں میں چھپے غم مجھے واپس کر دو

روشنی اور بہاریں تھی رکھ لو جاناں
میرے جگنو مرے موسم مجھے واپس کر دو

میری حسرت مری محرومیاں لوٹا دو مجھے
میرے آنسو مرے ماتم مجھے واپس کر دو

ر جانے والے سے بس اتنا ہی کہا تھا میں نے
کچھ نہ لوٹاؤ میرے غم مجھے واپس کر دو



تم وہاں ہو، یہاں نہیں ہو تم
غم ہی غم ہیں جہاں نہیں ہو تم

اب کسی اور سمت دیکھتا ہوں
اب مرا آسمان نہیں ہو تم

عشق زندہ رہے گا میرے بعد
ہاں مگر جاوداں نہیں ہو تم



یہ زمیں، آسمان، ہمارا دل
ہر جگہ ہو، کہاں نہیں ہو تم

تم گری دھوپ کا سفر نہ سہی
ہاں مگر سائباں نہیں ہو تم

میری یادیں تمہارے سر پر ہیں
جان من! بے اماں نہیں ہو تم

کس لیے آپ آپ کرتے ہو
مجھ سے گر بد گماں نہیں ہو تم

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

سوئی پوروں پہ کسی ریشمی حدت کی پکار
سرد آنکھوں میں سلگتے ہوئے لمحوں کی جلن
نرم پیروں پہ لپیٹے ہوئے رستوں کی تھکن
یہ ہر اک شخص سے تم کس کا پتا پوچھتی ہو
جانے کیوں بدلیاں نہیں تو گماں ہوتا ہے
تم جسے ڈھونڈتی پھرتی ہو کہیں میں تو نہیں
کیا ہر اک شخص سے تم میرا پتا پوچھتی ہو

وقت کی اوٹ میں پہروں، میں کھڑا سوچتا ہوں
تم جسے ڈھونڈتی پھرتی ہو کہیں میں تو نہیں

Is it me.....!

وقت کی اوٹ سے پہروں، میں کھڑا دیکھتا ہوں
خواب اوڑھے ہوئے یادوں کے ستارے ٹانگے
بکھری زلفوں میں گئے لمحوں کی مہکار لیے
اپنی سانسوں میں کسی درد کی چہکار لیے
اپنی آنکھوں میں سنبھالے ہوئے اشکوں کے دیے



Passionate.....

میں جو دن کو بھی کہوں رات، وہ اقرار کرے
مجھ کو حسرت ہے کوئی یوں بھی مجھے پیار کرے
میری خاطر وہ ہے دنیا کے طعنے، دھکے
نگے پیروں سے وہ صحراؤں کے کانٹے چکھے
مجھ کو پانے کے لئے بھون کے روزے رکھے
میں ہوں دیوانہ، وہ دیوانوں سا اظہار کرے

میں جو دن کو بھی کہوں رات، وہ اقرار کرے
مجھ کو حسرت ہے کوئی یوں بھی مجھے پیار کرے

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

مد و جزر

سمندر کب کا پیچھے جا چکا ہے
بس اب ساحل پہ آتی ہے نظر
یادوں کی کائی
ورد کی ریت
اور مُردہ سپیاں

سمندر آرزوؤں، خواہشوں کا جلتے خوابوں کا
تری چاہت کا بے پایاں سمندر
تو جانے کب کا پیچھے جا چکا ہے



ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

ہر بہانہ ترا، آنکھوں میں سجا کر رکھا
اپنے سینے سے لگائے ترے لارے میں نے

میری پوروں سے مہک آتی رہی ہے دن بھر
جب بھی خوابوں میں ترے بال سنوارے میں نے

تیری چوکھٹ پہ کئی بار ہوئی مجھ کو شکست
تیری دہلیز پہ آنسو کئی بارے میں نے

میری آواز اکیلی ہی پلٹ کر آئی
جب مصیبت میں کبھی یار پکارے میں نے

کب نہیں ناز اٹھائے ہیں تمہارے میں نے
دیکھو آنچل پہ سجائے ہیں ستارے میں نے

وہی لمحات اثاثہ ہیں مرے جیون کا
جو ترے قرب میں لمحات گزارے میں نے

روز آتے ہیں مجھے یاد ترے ظلم و ستم
روز خنجر کئی سینے میں اُتارے میں نے



جاناں.....!

جس کو اک بار چھیڑ دیں تو پھر
چین کا ایک پل نہیں ہوتا

کوئی الجبرے کا سوال ہو تم
جو کسی طور حل نہیں ہوتا



دو شعر

جب تک ترے آنچل سے یہ پیمان بندھے ہیں
جاناں! مرے لوٹ آنے کے امکان بندھے ہیں

اُس کو کبھی آتی بھی نہیں ہوگی مری یاد
جس شخص سے ہر لمحہ مرے دھیان بندھے ہیں



اوڑھ کے ان کو
نرم ہوا کے ایوانوں کی
سیر کرو گی
چُھو کر جاناں !.....
ان رنگوں کو جیون دو گی
اپنے حُسن کا ساون دو گی

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

منتظر

جتنے اُجلے رنگ جہاں میں بستے ہیں
سب تم پر اچھے لگتے ہیں
جو پہنو جو اوڑھو
تم پر بجا ہے
جانتی ہو تم
رنگ بہت بے چین رہا کرتے ہیں
کب تم



ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

یہ جواک بھیڑیا جنگل میں ہوا کرتا ہے
کل اسی بھیس میں انسان بھی ہو سکتا ہے

عین ممکن ہے جسے دل کے بجائے تھاموں
اب کسی شوخ کا دامن بھی ہو سکتا ہے

تتلیاں نوچنے کا جرم کیا ہے جس نے
وہ مرے شہر کا سلطان بھی ہو سکتا ہے

آج دل میں تری یادوں کے دیے جلتے ہیں
کل یہی راستہ سُنسان بھی ہو سکتا ہے

○

تیری ہر بات سے انجان بھی ہو سکتا ہے
دل وحشی، دل نادان بھی ہو سکتا ہے

ہم جہاں بیٹھ کے تاروں سے تری بات کریں
وہ کسی جسم کا دالان بھی ہو سکتا ہے



ایک شعر

کبھی ظالم نے سجایا نہ سنوارا مجھ کو
جیسے رہتا ہے کرائے کے مکاں میں کوئی

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

جو تجھے اور کسی کا نہیں ہونے دیتا
یہ مرے عشق کا ایقان بھی ہو سکتا ہے

یہ جواک شخص تجھے دیکھ کے روشن ہے بہت
بجھ بھی سکتا ہے یہ ویران بھی ہو سکتا ہے



ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

اُسے کہنا کہ آنکھوں پر گھنی بدلی سی چھائی ہے
جنہیں دل پر برسنا ہے گھٹائیں یاد کرتی ہیں

رگیا تھا جب تو میری خواہشیں بھی ساتھ لے جاتا
لہو میں ناچتی کچھ التجائیں یاد کرتی ہیں

کہیں جائے اُسے میری دعا کی یاد کرتی ہیں
اُسے کہنا اُسے میری وفا کی یاد کرتی ہیں

میں اکثر آئینے کے سامنے بے چین رہتی ہوں
کسی نے خط میں لکھا ہے، ادا کی یاد کرتی ہیں

اُسے کہنا خزانیں آگئی ہیں اب تو لوٹ آئے ✓
اُسے کہنا دسمبر کی ہوائیں یاد کرتی ہیں

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

Compatibility

سوچ رہا ہوں کتنے زیادہ الگ الگ ہیں
تیری میری سوچ کے دھارے
کتنے زیادہ جُدا جُدا ہیں
سوچ رہا ہوں
اتنے مخالف طوفانوں کو سہیں گے کیسے
تم اور میں اک چھت کے نیچے رہیں گے کیسے

تم جس بات پہ ہنستے ہو میں رو پڑتا ہوں
میں جس بات پہ روتا ہوں تم ہنس دیتے ہو
میں جس بات پہ بکھ جاؤں تم کھل جاتے ہو
میں جس بات پہ مَرتا ہوں تم جی اُٹھتے ہو
میں جس بات پہ درد میں ڈوبا رہتا ہوں
تم اُس بات پہ روشن روشن لگتے ہو



جیون کھاڈی

نظم سے لپٹی ایک کہانی
تھان کے جیسے کھلتی جائے
آس اُمید کے اور خواہش کے خواب بھرے دھاگوں سے
بُن کر

رنگ رنگ کی خوشیاں چُن کر
وقت کی کھاڈی پہ آدم نے
جیون کا یہ سُوت بُنا ہے



اور آدم کا اپنا تن خود
تقدیروں کی سُولی جیسی کھاڈی اُوپر
کھنچا تنا ہے
اس کے بدن کی رگیں ہیں ریشمی دھاگوں جیسی
اس کی حالت دن میں ٹوٹے خوابوں جیسی
لمحہ لمحہ، جیسے جیسے جیون کا یہ تھان
فضا میں کھلتا جائے
دُکھ اور سُکھ کا ہر احساس کا رنگ
ہوا میں ملتا جائے
نظم سے لپٹی ایک کہانی قطرہ قطرہ جیون بن کر
برف کے جیسے گھلتی جائے
نظم سے لپٹی ایک کہانی تھان کے جیسے گھلتی جائے
نظم سے لپٹی ایک کہانی !

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

ایک جادوگری تو تھی تجھ میں
میں بھی کچھ دن ترے اثر میں رہا

بھیگتا ڈوبتا رہا دل میں
تیرا چہرہ مری نظر میں رہا

پیش کش مان لی زمانے نے
اور اک میں، اگر مگر میں رہا

o

میں کہیں بھی کسی نگر میں رہا
تیرے آسیب کے اثر میں رہا

وہ بھی پاگل ہوا جدا ہو کر
عمر بھر میں بھی پھر سفر میں رہا



دو شعر

تن کے چلتا ہوں میں تمہارے سبب
تم مرا فخر ہو، غرور ہو تم

میں سیہ رات کا اندھیرا ہوں
تم اُجالا ہو، نور و نور ہو تم

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

سنو.....!

میں تمہیں اپنا آپ سوچتا ہوں
مجھ کو رکھ کر نہ بھول جانا کہیں



ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

ہونٹوں کو گفتگو کی اجازت تو ہے مگر
جو روح پر پڑے تھے وہ تالے نہیں گئے

آنکھوں کے راستے سے ترے درد بہہ گئے
افسوس یہ خزانے سنبھالے نہیں گئے

اُس نے تو میری روح تک ٹھنڈک اُتار دی
لیکن مرے وجود کے چھالے نہیں گئے

جو روح میں گڑے تھے وہ بھالے نہیں گئے
آنکھوں سے تیرے خواب نکالے نہیں گئے

دل نے ہزار بار اسے صاف کر دیا
لیکن تمھاری یاد کے جالے نہیں گئے

چوکھٹ تمھاری دیکھ لو ویران ہو گئی
لیکن تمھارے چاہنے والے نہیں گئے

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

تکمیل

وہ کہتی تھی ✓

تم ہنس کر

کوئی بات کرو تو

اپنا آپ

مکمل لگنے لگ جاتا ہے

میں نے بھی محسوس کیا کہ

اُس سے باتیں کر کے میں بھی

اور سے اور ہو ا جاتا ہوں

اور پھر اک دن

جانے کیسے

مجھ سے باتیں کر کے اپنا آپ مکمل کرنے والی

مجھے ادھورا چھوڑ گئی ہے



ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

○

پھر زمانے میں کسی نے اُسے دیکھا نہ سنا
تیرے دربار میں جس شخص کی شنوائی ہوئی

جب تری یاد کو کوئی بھی ٹھکانا نہ ملے
میری بانہوں میں چلی آتی ہے گھبرائی ہوئی

ہائے وہ لمحہ کہ جب تجھ سے شناسائی ہوئی
پھر جو ہونی تھی مری جان وہ رسوائی ہوئی

۷ اپنی ناکام محبت کا نہ یوں چرچا کرو
زخم بڑھ جائے گا گر اس کی پذیرائی ہوئی

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

تم ازل سے دکھوں کے ڈیرے ہو
چاہے خود کو غموں میں گھیرے ہو
جب سے پیدا ہوئے ہو میرے ہو

آج کھولیں گے لب سے اپنے
تم بہت سال رہ لئے اپنے
اب مرے، صرف میرے ہو کے رہو

اب مجھے اپنے درد سہنے دو
دل کی ہر بات دل سے کہنے دو
میری بانہوں میں خود کو بہنے دو

مدتوں زخم خود سے اپنے
تم بہت سال رہ لئے اپنے
اب مرے، صرف میرے ہو کے رہو

میرے ہو کے رہو.....!

سپنی خاطر جگے ہو، سوئے ہو
اپنی خاطر بنے ہو، روئے ہو
کس لئے، آج کھوئے کھوئے ہو

تم نے آنسو بہت چنے اپنے
تم بہت سال رہ لئے اپنے
اب مرے، صرف میرے ہو کے رہو



ایک شعر

اس قدر پیار سے نہ بولا کر
دشمنی کا گمان ہوتا ہے

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

حسن ہی حسن ہو، ذہانت ہو
عشق ہوں میں، تو تم محبت ہو
تم بری، بس بری امانت ہو
جی لئے، جس قدر جیے اپنے
تم بہت سال رہ لئے اپنے
اب مرے، صرف میرے ہو کے رہو

رہتے ہو رنج و غم کے گھیروں میں
دکھ کے، آسیب کے بیروں میں
کیسے چھوڑوں تمہیں اندھیروں میں

تم کو دے دوں گا سب دیے اپنے
تم بہت سال رہ لئے اپنے
اب مرے، صرف میرے ہو کے رہو



ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

دل کو تمھارے درد نے چھیڑا کچھ اس طرح
جیسے کسی نے چھیڑ دیے سُر ستار کے

ہم خستہ تن تھے آج سے ہم ہیں برہنہ تن
لے پھینک دیے ہم نے ترے غم اتار کے

اپنے لہو سے تیرا مقدر سنوار کے
”وہ جا رہا ہے کوئی شب غم گزار کے“

کچھ اس لیے بھی اپنا اثاثہ ہے صرف یاد
دونوں جہان پھینک دیے تجھ پہ وار کے

یک دم ہی آ گیا جو کسی دوسرے پہ دل
یہ فیصلے تو ہوتے نہیں اختیار کے

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

هَنِّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ط

”وہ (بیویاں) تمہارے لیے لباس ہیں اور تم (شوہر) ان کے لیے لباس ہو“
(سورۃ البقرہ آیت ۱۸۷)

میں خوش نصیبی ہوں تیری مجھے بھی راس ہے تُو
ترا لباس ہوں میں اور مرا لباس ہے تُو

عجیب شے ہے محبت بھی، دور ہیں لیکن
ترے قریب ہوں میں، میرے آس پاس ہے تُو

کیا ہے خود کو فراموش میں نے تیرے لیے
بہت ہی عام ہے دنیا، بہت ہی خاص ہے تُو

زمانہ ہم کو جدا کر سکے، نہیں ممکن
محبتوں میں جو ناخن ہوں میں تو ماس ہے تُو

یہ ریت سی مرے ہونٹوں پہ جم گئی کیسی
مجھے گماں تھا کہ دریا ہوں میں تو پیاس ہے تُو

یہ کون تیرے مرے درمیان ہے جاناں
کہ میں بھی درد میں ہوں اور محو پیاس ہے تُو



Third World

میں کسی طور تڑا ہو ہی نہیں سکتا ہوں
چھوڑ دامن مجھے جانے دے مجھے تنگ نہ کر
دیکھ میں تیسری دنیا کا ہوں مفلس شہری
میرا ہر پل نئے قرضوں میں دبا جاتا ہے
یہ مرا دور ہے اکبر کا حسیں دور نہیں
بھوک اور پیاس سے گراتے ہوئے لوگوں کو
دیکھ پتھرائی ہوئی آنکھوں کے ان حلقوں کو

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

التجا.....

میں نے گھر کے سارے موسم
سب دیواریں
سارے پردے
یادوں سے رنگ ڈالے ہیں
تم آؤ گے
تو اس گھر کی ہر کھڑکی، ہر باغیچے
ہر اک گوشے کو
اپنے رنگ میں ڈوبا ہوا محسوس کرو گے
آ جاؤ ناں!

آ بھی جاؤ.....

دیکھ فرقوں میں بٹے جاتے ہیں میرے بازو
 روز گلیوں میں کٹے جاتے ہیں میرے بازو
 نت نئے ظلم کو سہتے ہوئے اور جیتے ہوئے
 دیکھ میری نئی نسلوں کو دھواں پیتے ہوئے
 میری گلیوں میں بھٹکتے ہوئے منکس ہے
 میرے کھیتوں میں اترتے ہوئے بخر موسم
 مجھے مزدور کی اجرت کے لئے لڑنا ہے
 دیکھ یہ آخری موقع ہے مرے لوگوں کا
 اور ان کے لیے آگے کی طرف بڑھنا ہے
 میرے محدود وسائل میں یہ ممکن ہی نہیں
 میں انہیں دل سے لگاؤں کہ ترے پیکر کو
 ورد اتنا ہے کہ تھم جاتی ہے دھڑکن جاناں
 آگ برساتا ہوا آتا ہے ساون جاناں
 کسے پہاڑوں کے ہاتھ میں کتنی جاناں

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

میں نہیں کہتا کہ سستے ہیں ترے سب جذبے
 ہاں مگر ان کو کسی اور کی آنکھوں میں سجا
 دیکھ یوں ضد تو نہ کر میری رفاقت کے لیے
 یہ ترا حسن نہیں کچھ بھی، محبت کے لیے
 چھوڑ دامن مجھے جانے دے مجھے تنگ نہ کر
 میں کسی طور تیرا ہو ہی نہیں سکتا ہوں
 نسلِ آدم کے مقدر میں فقط گولی ہے
 تو بھی سنتی ہے ناں، بندوق کہیں بولی ہے
 میرے لوگوں پہ مسلط ہوئی جاتی ہے یہ جنگ
 دیکھ یہ پھول سے چرے ہوئے کیسے بے رنگ
 دیکھ قندھار، یہ بغداد، فلسطین، کشمیر
 اے ایسا نواب تے، ایشیاء میں جن کی تعبیر

دیکھ یہ کس نے پکارا یہ تڑپ کس کی ہے
دیکھ وہ ایک ہی بیٹا تھا جسے مارا ہے
دیکھ وہ تازہ دھماکے میں جھلستے ہوئے لوگ
دیکھ وہ نیم برہنہ کسی معذور کی لاش
ایک احساس کے آنچل کو ترستے ہوئے لوگ

دیکھ وہ جیب کترتا ہوا کمسن بچہ
دیکھ اُبھری ہے پھر آواز کہیں ماتم کی
میری تہذیب کے بکھرے ہوئے ٹکڑوں کا جلوس
میرے ملنے میں رُکاوٹ مرے خوابوں کا جلوس
رات دن سوگ کے عالم میں ہے تن من جاناں
اب تو بے معنی ہیں رشتے سبھی بندھن جاناں
کیسے پہناؤں ترے ہاتھ میں کنگن جاناں
میں کسی طور ترا ہو ہی نہیں سکتا ہوں
ایک صورت میں مگر ہمسفری ممکن ہے

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

اپنے فرسودہ محبت کے تصور کو بدل
مجھے پانا ہے تو پہلے مرے ہونے کو گنوا
نوج کر پھینک دے اس دل سے مرے رنج و ملال
اپنی رگ رگ میں بسا "ان" کی محبت کا خیال
دیکھ جو فیصلہ کرنا ہے ذرا جلدی کر
ہاں! تو پھر لا، مرے ہاتھوں میں حسین ہاتھ تھما

اپنے مہکے ہوئے ہاتھوں سے یہ گولی تو نکال
میں وہاں دیکھتا ہوں تو یہاں والوں کو سنبھال



ساون پھر سے لوٹ آیا ہے
 برسوں پہلے آیا تھا تم نے
 مجھ سے مہد
 نبھا جاؤ ناں
 جاناں! لوٹ کے آ جاؤ ناں
 اب تو لوٹ کے آ جاؤ ناں.....!

ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

Reminder

تم نے کہا تھا
 پہلی بارش کے پڑتے ہی
 لوٹ آؤ گے.....!
 ہم اور تم مل کر بھیگیں گے
 دیکھو جاناں.....!
 کتنی پھواریں بیت چکی ہیں



ناول کیلئے ون اردو کے مشکور ہیں

دو شعر

خود سے کھینچا ہو کوئی زہر کا بھالا ہم نے
اس طرح اُس کو کلیجے سے نکالا ہم نے

ضد پہ آ جائے کسی بات پہ بچہ جیسے
دل ترے بعد کچھ اس طرح سنبھالا ہم نے

